باب نمبر 5

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق باللہ

## ا۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غار میں فرمایا تھا: ''ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔'' ❶

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں کوئی تحریر لکھوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے، اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ اور سب اہل ایمان، ابو بکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ بلاشبہ تمہارا ساتھی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔'' ❸

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں: ہم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک سیّدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نظر آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دونوں انبیاء اور رسولوں کے علاوہ باقی تمام اگلے پچھلے بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں، اے علی! ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔'' ❹

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٦٦٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بكر رضی الله عنه، رقم: ٢٣٨٧.

❸ صحيح مسلم، رقم: ٢٣٨٣.

❹ سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ٣٦٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

سیّدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی، آپ ﷺ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا، اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔'' ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تجھ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' اس دن سے ان کا لقب عتیق پڑ گیا۔ ❷

## عمل بالقرآن اور تعلق باللہ:

سیّدنا مسطح رضی اللہ عنہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے اس لیے وہ ان کی کفالت کرتے تھے، لیکن جب انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائی تو انہوں نے ان کی کفالت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی:

﴿وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ۭ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾﴾ (النور: ٢٢)

''اور تم میں دولت مند لوگ قرابتداروں، مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں اور عفو درگزر کریں، کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اور اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اور اب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے مصارف کے کفیل ہوگئے اور کہا: ہاں! مجھے یہی پسند ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے۔'' ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٣٦٥٩۔ صحیح مسلم، رقم: ٢٣٨٦.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٧٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النسآء بعضهن بعضا، رقم: ٢٦٦١.

## محبت رسول ﷺ کے ذریعہ تقرب الی اللہ:

جناب رسول کریم ﷺ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے سفر میں اپنا رفیق بنانے کی بشارت سناتے ہیں۔ یہ سن کر وہ اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ واقعہ کی تفصیل جاننے کے لیے صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث پیش خدمت قارئین کرام ہے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم سورج ڈھلنے (زوال) کے وقت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے تھے کہ کسی نے ان سے کہا: ''رسول کریم ﷺ سر ڈھانپے ہوئے ہیں اور ادھر تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت میں ہمارے ہاں تشریف لانا آپ ﷺ کی عادت مبارکہ نہ تھی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان پر میرے ماں باپ قربان! اللہ کی قسم! اس وقت آپ کی تشریف آوری کسی اہم مقصد ہی کے لیے ہے۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر تشریف لانے کی اجازت طلب کی۔'' اجازت ملنے پر اندر تشریف لائے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو لوگ تمھارے پاس موجود ہیں انھیں باہر بھیج دو۔'' سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، وہ تو آپ کے گھر والے ہی ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے (مکہ مکرمہ سے) نکلنے کی اجازت مل چکی ہے۔'' سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس سفر میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔'' رسول کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''ہاں''۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے اس سفر کے متوقع سنگین خطرات اور مصیبتوں سے بے خبر نہ تھے۔ لیکن ان خطرات کا اندیشہ ان کے اپنے محبوب جناب رسول کریم ﷺ کے رفیق سفر بننے کی رغبت، خواہش اور تمنا میں کچھ کمی پیدا نہ کرسکا اور جب آنحضرت ﷺ نے ان کی رغبت پر موافقت کا اظہار فرمایا تو شدت فرح سے ان کی آنکھوں میں آنسو رواں ہوگئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں اور اس سے پہلے مجھے اس بات کا احساس نہ تھا کہ خوشی کی وجہ سے بھی کوئی روتا ہے۔'' ❶

## زہد وتواضع:

سلاطین و امراء کے جاہ و جلال سے اگرچہ انسان دفعتہً مرعوب ہوجاتا ہے لیکن حقیقی اطاعت اور اصل محبت صرف زہد و تواضع سے پیدا ہوسکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں اگرچہ دنیا نے ان کے سامنے اپنے خزانے اگل دیے، تاہم انھوں نے اپنی قدیم سادگی اور خاکساری کو ہمیشہ قائم رکھا اس لیے عرب کی غیور طبیعتوں کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری سے کبھی عار واستنکاف نہیں ہوا۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت سے قبل بکریاں دوہا کرتے تھے منصب خلافت سے ممتاز ہوئے تو ایک لڑکے نے کہا ''اب وہ ہماری بکریاں نہ دوہیں گے'' انھوں نے سنا تو بولے ''اللہ کی قسم ضرور دوہوں گا، اللہ نے چاہا تو خلافت میری قدیم حالت میں تغیر نہ پیدا کرے گی چنانچہ امور خلافت کو بھی انجام دیتے تھے اور ان کی بکریاں بھی دوہتے تھے، بلکہ اگر ضرورت ہوتی تو ان کو چرا بھی لاتے تھے۔'' ❷

''زہد وعبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر راتیں قیام میں، اکثر دن روزوں میں گزارتے تھے۔ خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں چوب خشک نظر آتے تھے۔ رقت اتنی طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ عبرت پذیری کا یہ حال تھا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ ان کے لیے دفتر عبرت تھا۔ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے، کاش میں درخت ہوتا کہ آخرت کے خطروں سے محفوظ رہتا۔

چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو فرماتے، پرندو خوش نصیب ہو کہ دنیا میں چرتے چگتے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے محاسبہ کا کوئی خطرہ نہیں، کاش ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

❶ فتح الباری: ۲۳۵/۷۔ نیز دیکھیں: سیرت ابن هشام: ۹۳/۲.

❷ اسد الغابة، تذكره ابوبكر صديق رضی اللہ عنہ.

تمھاری طرح ہوتا، بات بات پر آہ سرد کھینچتے تھے، یہاں تک کہ ''اواہ'' لقب ہوگیا تھا۔ ❶

## ۲۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان تم سے گلی میں چلتے ہوئے ملے گا تو تمہاری گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں چلنے لگے گا۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن خطاب ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔'' سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دونوں میں عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھے۔ ❸

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔'' سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا کہ انہوں نے اس میں اپنی رائے دی ہو، اور عمر نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہو، مگر اس بارہ میں قرآن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوا۔ ❹

سیّدنا عقبہ بن عامر فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا، تو عمر بن خطاب ہوتے۔'' ❺

---

❶ طبقات ابن سعد ج۔ق۔ اوّل۔ تاریخ الخلفاء اور کنز العمال ج : ٦ میں اس قسم کے بکثرت واقعات ہیں۔ بحوالہ تاریخ الاسلام از ندوی : ١/١٦٦۔١٦٨.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ٣٦٥٩۔ صحیح مسلم، أیضاً، رقم: ٢٣٨٦.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٦٧٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ سنن ترمذی، ایضاً، رقم: ٣٦٨٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❺ سنن ترمذی، أیضاً، رقم: ٣٦٨٦۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٣٢٧.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا ہے، میں نے اس سے دودھ پیا اور جو بچا تھا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی تعبیر کیا کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علم۔'' ❶

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ تو جواب میں کہا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں، اور (عمر کو مخاطب کر کے) کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ''میں، ابو بکر اور عمر تھے، میں نے ابو بکر اور عمر نے یہ کام کیا۔ میں ابو بکر اور عمر گئے۔'' اس لیے مجھے یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ❸

## عمل بالقرآن اور تعلق باللہ:

آج ہر مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، عقائد، احکام، اخلاق، معاش اور معاد کے متعلق تمام آیتیں اس کی نگاہ سے گزرتی ہیں۔ لیکن چونکہ دل سے اثر پذیری کا مادہ مفقود ہو چکا ہے، اس لیے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی حالت اس سے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر رضي الله عنه، رقم: ٣٦٨١.

❷ صحيح البخاري، أيضاً، رقم: ٣٦٨٠.

❸ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم: ٣٦٧٧.

بالکل مختلف تھی ان پر قرآن کی ایک ایک آیت کا اثر پڑتا تھا اور اس شدت کے ساتھ پڑتا تھا کہ اس کے خوف سے ہمیشہ کانپتے رہتے تھے۔

ایک سفر میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار ایک سوال کیا جواب نہ ملا تو آگے نکل گئے اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہوجائے تھوڑی دیر کے بعد دربارِ نبوت سے پکار ہوئی وہ گھبرا گئے کہ آیت نازل ہوگئی حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے یہ آیت سنائی۔ "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا" (الفتح : ١) ❶

## شراب خوری سے اجتناب:

شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی لیکن متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ اپنی فطرتِ سلیمہ کی ہدایت سے زمانہ جاہلیت ہی میں اس سے محترز رہے لیکن جو صحابہ اس کے عادی تھے انھوں نے بھی شراب کی حرمت کے ساتھ ہی اس دیرینہ عادت کو اس طرح ترک کردیا کہ گویا انھوں نے جام و ساغر کو منہ ہی نہیں لگایا تھا۔ شراب کی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا لیکن حرمت خمر کے متعلق سب سے آخری آیت۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾﴾ (المائدہ : ٩١)

"بے شک شیطان شراب اور جوا کی راہ سے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے تو کیا تم لوگ (اب) باز آجاؤ گے۔"

نازل ہوئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیساختہ پکار اٹھے۔ "انتهينا" ہم باز آئے۔ ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المغازی، غزوة الحديبية، رقم: ٤١٧٧.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الأشربة، باب فی تحريم الخمر، رقم: ٣٦٧٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

## ادبِ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اللہ سے تعلق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح رسول اکرم ﷺ کا ادب و احترام کرتے تھے اس کا اظہار سینکڑوں طریقے سے ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دربار نبوت کے ادب وعظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے۔ بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے، آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرطِ ادب سے تصویر بن جاتے۔ ادب کے مارے آپ سے آگے چلنا پسند نہیں کرتے، ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو رسول اللہ ﷺ سے آگے نکل نکل جاتا تھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ کوئی نبی کریم ﷺ سے آگے نہ بڑھنے پائے۔'' [1]

## اہل بیت اور رسول اللہ ﷺ کے اعزہ واقارب کی عزت ومحبت:

ایک بار سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شفا بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا، وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اُسید پہلے سے موجود ہیں۔ کچھ دیر کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی لیکن شفاء کی چادر کم درجہ کی تھی اس لیے انھوں نے کہا کہ ''میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام اور آپ کی چچا زاد بہن ہوں، آپ نے مجھے خاص اس غرض کے لیے بلایا تھا اور عاتکہ تو یوں ہی آ گئی تھیں'' بولے ''میں نے یہ چادر تمھارے ہی دینے کے لیے رکھی تھی لیکن جب عاتکہ آ گئیں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا۔'' [2]

## شوق صحبت رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کا فیض صحبت ایک ایسی دولت جاودانی تھا، جس پر صحابہ کرام ہر قسم کے دینوی مال ومتاع کو قربان کر دیتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے کس قدر دور مقام عالیہ میں رہتے تھے اس لیے روزانہ آپ کے فیض رفاقت سے متمتع نہیں ہو سکتے تھے، تاہم یہ معمول کر لیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی کو بھیجتے کہ آپ کی

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الحصبة، رقم: ٢٦١٠.

[2] الإصابة، تذكره عاتكه بنت أسيد.

تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں۔ ❶

## رضائے رسول ﷺ کی تلاش:

ایک بار کسی نے آپ سے آپ کے روزے کے متعلق سوال کیا، جس پر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا:

"رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا ، بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ . ))

''ہم نے اللہ کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین، اور محمد (ﷺ) کو اپنا پیغمبر بنایا ہے، اور اللہ کے اور رسول کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں۔''

اسی فقرہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ کا غصہ اتر گیا۔ ❷

## عفو و درگزر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اس آیت کی حقیقی تفسیر ہے:

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ﴾

(آل عمران : ١٣٤)

''اور غصہ کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اگرچہ مذہبی معاملات میں نہایت سخت تھے لیکن ایک بار طائف کے دو شخصوں نے مسجد نبوی میں شور وغل کیا تو انھوں نے ان کو طلب کیا اور کہا کہ ''مسجد نبوی میں شور کرتے ہو اگر شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔'' ❸

## شکر کے ذریعے تعلق باللہ:

ایک شخص کا بیٹا مر جاتا ہے، دولت لٹ جاتی ہے، جائیداد تباہ ہو جاتی ہے تو وہ ابتداء میں

❶ صحيح بخاری، كتاب العلم، باب التناوب فی العلم، رقم: ٨٩.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الصيام، باب في صوم الدهر تطوعا، رقم: ٢٤٢٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحيح" کہا ہے۔

❸ صحيح بخاری، كتاب الصلوٰة، باب رفع الصوت فی المسجد، رقم: ٤٧٠.

بدحواس ہوجاتا ہے، لیکن مایوسی مجبوراً صبر کا خوگر بنا دیتی ہے کہ "الیـــــاس احـــدی الـراحتین" لیکن جب باری تعالیٰ ایک لاولد شخص کو بیٹا دیتا ہے ایک مفلس کو دولت مل جاتی ہے، ایک ذلیل شخص معزز ہوجاتا ہے تو دفعتہً اس قدر مغرور اور خود پسند ہوجاتا ہے کہ اس حالت میں اس کو رب تعالیٰ یاد نہیں آتا، اس لیے بعض اللہ والوں کا قول ہے کہ ''صبر آسان اور شکر مشکل ہے'' لیکن اسلام کے تمام دور صحابہ کرام کے سامنے تھے وہ بھی جس میں وہ سخت مفلس اور محتاج تھے، اور وہ بھی جس میں وہ دولت مند اور متمول ہوگئے تھے۔ پہلے دور میں انھوں نے صبر کیا اور دوسرے دور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا کہ میں اس اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرمگاہ چھپاتا ہوں اور زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ ❶

**مساوات:**

جب کہ تمام عرب وعجم نے سیادت وحکومت کے ذریعہ سے دنیا کو اپنا غلام بنا ڈالا تھا۔ اسلام نے صرف تقویٰ وطہارت کو انسان کا اصلی شرف قرار دیا اور قرآن مجید نے تمام دنیا کے خلاف یہ صدا بلند کی۔

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں۔''

صحابہ کرام کو اگرچہ خلافت الٰہی نے اس شرف سے بھی ممتاز کیا جو روم وایران کا سب سے بڑا ذریعہ تفوق وامتیاز تھا تاہم انھوں نے صرف مذہب واخلاق ہی کو اپنا شرف خیال کیا سیّدعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

((كرم المؤمن تقواه ودينه وحسبه ومروته وخلقه .)) ❷

---

❶ الترغيب والترهيب : ۱۵۸/۲.

❷ مؤطا مالك، كتاب الجهاد، باب الشهداء فى سبيل الله.

''مسلمان کا اصل سرمایہ شرف اس کا تقویٰ ہے، اس کا دین ہے، اس کا حسب ہے، اس کی دولت ہے اور اس کا خلق ہے۔''

اس خیال کا یہ نتیجہ تھا کہ سیاسی حیثیت سے خلیفہ وقت خود اپنے آپ کو تمام لوگوں کے برابر سمجھتا ہے اور ہر شخص کے ساتھ مساویانہ برتاؤ کرتا تھا۔

ایک دن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ امور خلافت میں مشغول تھے کہ اس حالت میں ایک آدمی آیا اور کہا کہ ''اے امیر المومنین! مجھ پر فلاں نے ظلم کیا ہے انھوں نے اس پر کوڑا اٹھایا اور کہا کہ جب میں مفصل مقدمات کے لیے بیٹھتا ہوں تو تم لوگ نہیں آتے اور جب خلافت کے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں تو دادرسی کے لیے آتے ہو'' وہ ناراض ہوکر چلا تو اسے بلایا اور اس کے سامنے اپنا کوڑا ڈال دیا اور کہا کہ ''مجھ سے قصاص لو'' اس نے کہا، نہیں، میں اللہ کے لیے معاف کرتا ہوں۔ بولے ''اگر اللہ کے لیے معاف کرتے ہو تو خیر ورنہ اگر میرے لیے درگزر کرتے ہو تو مجھے بتاؤ اس نے کہا، نہیں اللہ کے لیے۔'' ❶

## زہد وتواضع:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کسریٰ و قیصر کے خزانے کے کلید بردار تھے لیکن زہد وتواضع کا یہ حال تھا کہ ایک دن انھوں نے پینے کا پانی مانگا لوگ شہد کا شربت لائے پیالے کو ہاتھ پر رکھ کر تین بار فرمایا کہ ''اگر پی لوں تو اس کی مٹھاس چلی جائے گی اور تلخی (عذاب) باقی رہ جائے گی'' یہ کہہ کر ایک آدمی کو دے دیا اور وہ اس کو پی گیا۔

ایک دن سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے، انھوں نے سالن میں زیتون کا تیل ڈال کر سامنے رکھ دیا، بولے ''ایک برتن میں دو دو سالن تا دم مرگ نہ کھاؤں گا۔'' ❷

## رحم وشفقت:

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو ان کی قدیم شدت و جلالت کے تصور

---

❶ اسد الغابہ، تذکرہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ.

❷ اسد الغابہ، تذکرہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ.

سے تمام صحابہ کانپ اٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو ایک عام مجمع کیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میری سختیوں سے گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عمر ہم پر سختی کرتے تھے پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس وقت بھی عمر ہمارے ساتھ سختی سے پیش آئے جب کہ وہ خود خلیفہ ہوئے ہیں تو اللہ بہتر جانتا ہے کیا غضب ہوگا؟ لوگوں نے یہ بالکل سچ کہا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم تھا اور آپ کی رحمت و شفقت کا درجہ کون حاصل کرسکتا ہے؟ اللہ نے آپ کو رؤف الرحیم کہا ہے جو خود اللہ کا نام ہے، پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے اور ان کے رفق و ملاطفت کا بھی آپ لوگوں کو انکار نہیں ہے ان کا بھی ایک خادم اور مددگار تھا اس لیے ان کی نرمی کے ساتھ اپنی سختی کو ملا دیتا تھا، اور تیغ بے نیام ہوجاتا تھا وہ چاہتے تھے تو اس سے وار کرتے تھے ورنہ میان میں ڈال دیتے تھے لیکن اب جب کہ میں خود خلیفہ ہوگیا ہوں تو یقین کرو کہ وہ سختی دوگنا ہوگئی ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ رہے نیک اور دیانتدار لوگ تو میں ان کے لیے اس سے زیادہ نرم ہوں جس قدر وہ باہم نرم خو ہیں۔'' ❶

## ۳۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: ٢/٤.

❷ صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، باب مناقب عثمان رضی الله عنه، رقم: ٣٦٩٩.

کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہل گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اُحد ٹھہر جا تجھ پر نبی ،صدیق اور دو شہید ہیں۔ ❷

## محرمات شرعیہ سے اجتناب:

عرب اکثر شراب پی لیا کرتے تھے، بلکہ اس طرح کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوتی تھی لیکن متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی فطرت سلیمہ کی ہدایت سے زمانہ جاہلیت ہی میں اس سے اجتناب کرتے تھے۔ ان صحابہ میں سے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

## تلاوتِ قرآن کے ذریعے تعلق باللہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے، اور تلاوت کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے متعدد حصے کر لیے تھے، اور بلاناغہ اس کی تلاوت فرماتے تھے، اور سخت سے سخت مصیبت میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس شوق میں کوئی فرق نہیں آتا تھا، بلکہ اس حالت میں قرآن مجید ہی ان کے لیے مایہ تسکین ہوتا تھا، جس وقت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی، وہ قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ چنانچہ ان کے خون کے قطرے قران مجید کی اس آیت پر گرے۔

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

''پس اللہ آپ کے لیے ان کے مقابلے میں کافی ہوا، اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا مہربان ہے۔'' ❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل عثمان بن عفان رضى الله عنه، رقم: ٢٤٠١.

❷ صحيح البخارى، كتاب فضائل اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ٣٦٧٥.

❸ الإستيعاب، تذكره عثمان بن عفان.

## خوف عذابِ قبر:

قبر سفر آخرت کی پہلی منزل ہے، اس لیے صحابہ کرام اس منزل کو نہایت کٹھن سمجھتے تھے اس کے دشوار گزار اور پر خط راستوں سے ہمیشہ لرزتے رہتے تھے۔ آپ جب کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو اتنی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔ ❶

## محبت رسول ﷺ کے ذریعے اللہ کا قرب:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذاتِ رسالت ﷺ کے ساتھ والہانہ شیفتگی تھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا جوئی کے لیے اپنی کل کائنات نثار کرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ادنیٰ تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ بیت نبوی ﷺ پر کئی دن فقر و فاقہ سے گزر گئے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم پڑا تو بے چین ہوکر رونے لگے اور اسی وقت کئی بورے گیہوں، آٹا، کھجور، بکری کا گوشت اور تین سو درہم نقد لے کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا کہ جب اس قسم کی ضرورت پیش آئے تو عثمان کو یاد فرمایا جائے۔ ❷

## احترامِ رسول ﷺ:

ذات نبوی ﷺ کا اتنا ادب و احترام تھا کہ جس ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی، اسے تاعمر محل نجاست سے مس نہیں کیا۔ ❸

## فیاضی:

اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام اخلاقی محاسن نے اسلام کو تقویت دی لیکن سب سے زیادہ اسلام کو صحابہ کی فیاضی سے رسوخ و ثبات حاصل ہوا، مدینہ رسول ﷺ کے لیے غربت

---

❶ كنز العمال: ٦/٧٢.

❷ كنز العمال: ٦/٣٧٦.

❸ طبقات ابن سعد: ٣/ق، تذكره عثمان رضي الله عنه.

کدہ تھا لیکن انصار کی فیاضی نے آپ کو اپنی آنکھوں میں جگہ دی، مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور بعض شرائط کے ساتھ اپنی نخلستان کی پیداوار میں ان کو شریک کرلیا۔ ❶

مہاجرین میں عثمان رضی اللہ عنہ جس طرح بہت بڑے دولت مند تھے، بہت بڑے فیاض بھی تھے۔ عہد نبوت میں جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ نے مسجد کو وسیع کرنا چاہا، مسجد کے متصل ایک قطعہ زمین تھا جس کی نسبت آپ نے فرمایا کون اس کو خرید کر اللہ کے حوالہ کرتا ہے؟ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر مسجد پر وقف کردیا، مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی، بیررومہ کو خرید کر وقف عام فرمادیا۔ غزوۂ تبوک میں ایک متمدن سلطنت کا مقابلہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سامان جہاد نہایت کم تھا۔ انھوں نے تنہا نہایت فیاضی کے ساتھ تمام سامان مہیا کیا۔ ❷

غزوۂ تبوک کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں ہرقل کا قاصد آیا۔ چونکہ آپ عموماً قاصدوں سے لطف و مراعات کے ساتھ پیش آتے تھے، اس لیے آپ نے معذرت کی کہ ''ہم لوگ اس وقت سفر میں ہیں اگر ممکن ہوا تو ہم تمھیں صلہ دیں گے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا تو پکارے کہ ''میں صلہ دوں گا'' چنانچہ اپنے توشہ دان سے ایک حلہ صفوریہ نکال کر اس کو دیا پھر آپ نے فرمایا کہ ''کون اس کو اپنا مہمان بنائے گا؟'' ایک انصاری نے کہا ''میں اس کے لیے حاضر ہوں۔'' ❸

## صبر و تحمل:

آپ حلم و عفو کا پیکر تھے۔ آپ میں اس وصف کا اتنا غلبہ تھا کہ لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ کسی حالت میں حلم و صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ آپ کے خلاف کتنا

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب إذا قال: اکفنی مؤونة النخل.....، رقم: ۲۳۲۵.

❷ سنن نسائی، کتاب الجهاد، رقم: ۳۱۸۲۔ طبقات ابن سعد: ۳/ق ۱، تذکرہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ مسند أحمد: ۳/ ٤٤٢.

طوفان بپا ہوا۔ مخالفین نے رو در رو گستاخیاں کیں لیکن اس پیکر حلیم نے سوائے صبر و تحمل کے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر آپ چاہتے تو باغیوں کے خون کی ندیاں بہہ جاتیں لیکن آپ نے جان دے دی مگر صبر و حلم کے جادۂ مستقیم سے نہ ہٹے۔ ❶

**تواضع:**

آپ کے پاس لونڈی غلاموں کی کمی نہ تھی لیکن اپنے کاموں کے لیے ان کی راحت میں خلل نہ ڈالتے تھے۔ شب کو تہجد کے وقت کسی غلام کو نہ جگاتے، خود ہی پانی لے کر وضو کر لیتے۔ عرض کیا گیا، آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں، کسی غلام کو جگا لیا کیجئے، فرمایا، رات کا وقت ان کے آرام کے لیے ہے۔ ❷

## ۴۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔'' ❸

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ❹

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ تجھ سے ایمان دار محبت، اور منافق بغض رکھے گا۔'' ❺

---

❶ تاریخ اسلام از ندوی: ۱/۲۸۶۔۲۸۷.

❷ طبقات ابن سعد: ۳/۴۱ بحوالہ تاریخ اسلام: ۱/۲۸۷.

❸ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ۴۲۵۱.

❹ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ تبوك، رقم: ۴۴۱۶.

❺ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار وعلی رضی الله عنهم من الایمان، رقم: ۷۸.

## اتباعِ سنت کے ذریعے تعلق باللہ:

قرآن مجید کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محور عمل صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی اس لیے وہ تمام اعمال میں آپ کی سنت کی اتباع کرتے تھے۔ ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں ''بسم اللہ'' کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو ''الحمد للہ'' کہا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ (الزخرف: ۱۳، ۱٤)

پھر تین بار ''الحمد للہ'' اور تین بار ''اللہ اکبر'' کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی۔

(( سبحانك إني ظلمت نفسي فاغفرلي ، فانه لا يغفر الذنوب إلا انت . ))

پھر ہنس پڑے، لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، بولے ''ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں ہنس پڑے، میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔'' [1]

## سیرۃ المرتضیٰ پر ایک جامع تبصرہ:

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے استفسار پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک حاشیہ نشین ضرار صدائی نے آپ کے حسب ذیل اوصاف بیان کیے تھے جو آپ کی سیرت پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے، فیصلہ کن بات کہتے تھے، عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، ان کے ہر سمت سے علم پھوٹتا تھا اور حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی دلفریبیوں سے وحشت کرتے تھے۔

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا ركب، رقم: ۲٦۰۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحيح" کہا ہے۔

رات کی تاریکی اور اس کی وحشت سے انس رکھتے تھے۔ عبرت پذیر اور بہت غور وفکر کرنے والے تھے۔ چھوٹا لباس اور موٹا جھوٹا کھانا پسند کرتے تھے۔ ہم میں ہم ہی لوگوں کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم کچھ پوچھتے تھے تو اس کا جواب دیتے تھے باوجود یکہ وہ ہم کو اپنے قریب رکھتے تھے اور خود ہمارے قریب رہتے تھے، لیکن ہم ہیبت سے ان سے گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ وہ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے۔ غریبوں کو مقرب بناتے تھے۔ ان کے سامنے طاقتور باطل میں طمع نہیں کر سکتا تھا، اور کمزور انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا، بعض مواقع پر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رات گزر رہی ہے، ستارے جھلملا رہے ہیں، اپنی ڈاڑھی مٹھی میں دبائے مارگزیدہ کی طرح بے قرار اور غم رسیدہ کی طرح اشکبار کہہ رہے ہیں۔ ''اے دنیا! کسی اور کو فریب دے، تو مجھ سے لگاوٹ کر رہی ہے، میری مشتاق ہے، افسوس! افسوس! میں نے تجھے تین طلاقیں دیں، تیری عمر تھوڑی اور تیرا مقصد حقیر ہے، ہائے ہائے سفر طویل، راستہ وحشت ناک اور زادسفر تھوڑا ہے۔ ❶

یہ اوصاف سن کر سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو دیے اور کہا، اللہ ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے، واللہ! وہ ایسے ہی تھے۔ ❷

## ۵۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع:

بعض ایسے غزوات تھے کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے، اس وقت ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال کی آڑ کیے ہوئے تھے اور سیدنا ابوطلحہ زبردست تیرانداز اور تیر کمان چلانے کے ماہر تھے۔ اُحد میں انہوں نے دو یا تین کمانیں (چلانے کی وجہ سے) توڑ دی تھیں، جب کوئی شخص تیروں کی ترکش لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ كنز العمال، ص: ٤١٠.

❷ روضة النضرة: ٢١٢/٢ بحواله تاريخ اسلام: ٣٥٣/١.

کے سامنے سے گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے: ((اُنْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ)) ''یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے بکھیر دو۔''

اور رسول کریم ﷺ کھڑے ہو کر کفار کی طرف دیکھتے۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے:

(( بِـاَبِـیَ انْـتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِی دُوْنَ نَحْرِكَ . ))

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ان کی طرف مت دیکھیں، کہیں آپ کو قوم (کفار) کا کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے حاضر ہے (آنے والا تیر مجھے لگے آپ کو نہیں)''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ پیٹھوں پر پانی کی مشکیں اُٹھا کر دوڑ رہی تھیں، وہ زخمیوں کے پانی ڈال دیتیں، پھر واپس جاتیں اور دوبارہ بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں، ابوطلحہ کے ہاتھوں سے دو یا تین بار تلوار گر پڑی تھی۔ ❶

## ۶۔ سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کے دن مجھے فرمایا: ''میرے والدین تجھ پر فدا ہوں۔'' ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے مخلص مددگار تھے، اور میرا مخلص مددگار زبیر بن عوام ہے۔'' ❸

### صدقہ وخیرات کے ذریعے قرب الٰہی:

اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت تنگدست تھے تاہم ان کو تھوڑا بہت جو کچھ ملتا تھا اس کو صدقہ

❶ صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة أُحد، رقم: ٤٠٦٤.
❷ صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب مناقب الزبير بن العوامؓ، رقم: ٣٧٢٠.
❸ صحيح البخاری، ايضاً، رقم: ٣٧١٩.

وخیرات کر دیتے تھے۔ سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہزار غلام تھے، وہ کما لاتے تھے تو کل رقم صدقہ کر دیتے تھے۔ گھر میں ایک حبہ بھی نہ آنے پاتا تھا۔ ❶

## ۷۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد جب بھی دعا کرے تو تو اس کی دعا قبول فرما۔'' ❷

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا: ''تجھ پر میرے والدین قربان ہوں۔'' ❸

### استقامت کے ذریعے اللہ سے تعلق مضبوط کرنا:

سیّدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں کئی آیات نازل ہوئیں (اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ جب سعد مسلمان ہو گئے تو ان کی والدہ نے قسم اُٹھالی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو اسلام سے نہیں پھر جائے گا، اور نہ ہی میں کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اور میں تیری ماں ہوں تجھے حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے باز آ جا۔ تین دن تک نہ کھایا نہ پیا، حتی کہ تکلیف بڑھ گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی، تو اس کا بیٹا عمار آ گیا، اس نے اسے پانی پلایا اور کھڑا کیا، ہوش آنے پر اس نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو بددعائیں دینا شروع کر دیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت: ۸)

---

❶ الإصابة، تذكر زبير بن عوامؓ.

❷ سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه، رقم: ۳۷۵۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، رقم: ۲٤۱۱.

''اور ہم نے انسان کو والدین سے نیکی کرنے کی وصیت کی ہے۔''

﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾ (لقمان : ٥)

''لیکن اگر وہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرنے پر مجبور کریں جس کا تجھے علم نہیں ہے تو پھر ان کی اطاعت نہ کرنا۔ ہاں! دنیاوی معاملات میں ان کا اچھا ساتھی بن جا۔'' ❶

## ٨۔ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

سیّدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نو آدمیوں کے بارہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے، اور اگر دسویں کے بارے میں گواہی دوں تو گناہگار نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا: ہم حرا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق، شہید ہیں۔'' پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ پوچھا گیا: دسویں کون تھے؟ فرمایا: وہ میں ہی تھا۔ ❷

### اسلام کی خاطر سختیاں برداشت کرنا:

قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اسلام لانے سے قبل) مجھے میرے اسلام لانے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ٦٢٣٨.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب سعید بن زید رضی الله عنه، رقم: ٣٧٥٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، رقم: ٣٨٦٢.

## ۹۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو بکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے اور ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہے۔'' رضوان اللہ علیہم اجمعین ❶

### باہمی الفت ومحبت سے تقرب الی اللہ:

صحابہ کرام باہمی اُلفت ومحبت نہایت زیادہ رکھتے تھے۔ اس لیے جب کسی صحابی کو کسی قسم کا دُکھ درد پہنچتا تھا تو دوسرے صحابہ کے دل بھر آتے تھے۔ ایک دن سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے کھانا رکھا گیا، ان کو ابتدائے اسلام کا افلاس یاد آ گیا، بولے: ''مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے۔ وہ شہید ہوئے اور ایک چادر کے سوا ان کو کفن میسر نہ ہوا۔ حمزہ یا اور صحابی جو مجھ سے بہتر تھے شہید ہوئے اور ایک چادر کے سوا اور ان کو کفن نہ ملا، شاید دنیا ہی میں ہم کو ہمارے طیبات مل گئے۔'' یہ کہہ کر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ ❷

### تقسیم مال:

سیّدہ ام بکر بنت مسور رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی اور یہ ساری رقم قبیلہ بنو زہرہ، غریب مسلمانوں، مہاجرین اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں تقسیم کر دی۔ اس میں کچھ رقم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجی۔ انہوں نے پوچھا یہ مال کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔ پھر مال لے جانے والے نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے زمین بیچنے اور اس کی ساری قیمت تقسیم کر دینے کا قصہ بتایا۔ اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تو ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت کا معاملہ صرف

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه، رقم: ۳۷٤۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۷٤.

صابر لوگ ہی کریں گے۔ (پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دعا دی) اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پلائے۔ ❶

جعفر بن برقان فرماتے ہیں: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار گھرانے آزاد کیے۔'' ❷

## ۱۰۔ سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔'' ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر بہت اچھے آدمی ہیں۔ عمر بہت اچھے آدمی ہیں۔ ابوعبیدہ بہت اچھے آدمی ہیں۔'' ❹

### زہد اور قرب الٰہی:

عروہ فرماتے ہیں: سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ کجاوے کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گھوڑے کو دانہ کھلانے والے تھیلے کو تکیہ بنایا ہوا تھا۔ ان سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ کے ساتھیوں نے جو مکان اور سامان بنا لیے وہ آپ نے کیوں نہیں بنائے؟ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! قبر تک پہنچنے کے لیے یہ سامان بھی کافی ہے۔ اور معمر کی حدیث میں یہ ہے کہ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو لوگوں نے اور وہاں کے سرداروں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا، انہوں نے

---

❶ مستدرك حاكم: ۳/ ۳۱۰۔ حلية الأولياء: ۱/ ۹۸۔ طبقات ابن سعد: ۳/ ۹٤.

❷ مستدرك حاكم: ۳/ ۳۰۸۔ حلية الاولياء: ۱/ ۹۹.

❸ صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، باب مناقب ابی عبيدة رضی الله عنه، رقم: ۳۷٤٤.

❹ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و ابی عبيدة بن الجراح رضی الله عنهم، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا، لوگوں نے کہا کہ وہ ابھی آپ کے پاس آ جائیں گے۔ چنانچہ وہ آئے تو آپ نے سواری سے نیچے اُتر کر انہیں گلے لگالیا۔ پھر ان کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں گھر میں صرف یہ چیزیں نظر آئیں، ایک تلوار، ایک ڈھال اور ایک کجاوہ (پھر پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا۔) ❶

## ۱۱۔۱۲۔ سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ ❸

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔'' ❹

### سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مسلمان کی خدمت کا جذبہ:

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کو نفل عبادت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ مسجد میں اعتکاف فرما رہے تھے کہ ایک حاجت مند حاضر خدمت ہوا اور اس نے آپ سے اپنی ضرورت پوری کرنے کی درخواست کی۔ آپ بے چین ہو کر معتکف سے باہر تشریف لے آئے اور اس کی ضرورت کو

---

❶ حلية الأولياء: ۱۰۱/۱۔ صفة الصفوة: ۱۴۳/۱۔ الإصابة: ۲۵۳/۲.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی الله عنهما، رقم: ۳۷۶۸۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۷۹۶.

❸ صحيح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، باب مناقب الحسن والحسين رضی الله عنهما، رقم: ۳۷۵۲.

❹ سنن ترمذی، أيضاً، رقم: ۳۷۶۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

پورا کرنے کے بعد فرمایا: ''کسی مسلمان بھائی کی حاجت کو پورا کرنا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔'' ❶

## صلح پسندی:

آنحضرت ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: ''میرا یہ بچہ سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا۔'' ❷

(چنانچہ سیّدنا معاویہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی تو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باپ سے ملی خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے دو جماعتوں کے درمیان جھگڑا ختم کرادیا۔) ❸

# ۱۳۔ سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اُڑتے دیکھا ہے۔'' ❹

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا: ''تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔'' ❺

## مہمان نوازی اور تلاشِ رضائے الٰہی:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں..... مسکینوں کے حق میں سب سے زیادہ بہتر شخص

---

❶ تاریخ اسلام: ۱/ ۳۵۰ بحوالہ ابن عساکر: ۲۱٤/٤.

❷ صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم: ۷۱۰۹.

❸ صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین، رقم: ۳۷٤٦.

❹ سنن ترمذی کتاب المناقب، باب مناقب جعفر بن ابی طالب رضی الله عنه، رقم: ۳۷٦۳۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۲۲٦.

❺ صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب کیف یکتب، رقم: ۳٦۹۹.

سیّدنا جعفر بن ابو طالب تھے۔ وہ ہمیں لے جاتے تھے اور اپنے گھر میں کھانا کھلایا کرتے تھے حتی کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ ہمارے پاس (گھی وغیرہ کی) کپی لایا کرتے تھے اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی تھی پھر وہ اسے پھاڑ دیتے تھے اور ہم اسے چاٹ لیتے تھے۔'' ❶

## ۱۴۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت میں سب سے زیادہ حلال وحرام کے ماننے والے معاذ بن جبل ہیں۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کیا، وہ سب انصاری تھے۔ سیّدنا ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید (رضی اللہ عنہم) تھے۔ ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاذ بن جبل اچھے آدمی ہیں۔'' ❹

### نصیحتیں:

عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا، مجھے کچھ سکھا دیں۔ تو فرمایا: تم میری بات مانو گے؟ اس نے کہا: ضرور مانوں گا۔ فرمایا: کبھی روزہ رکھا کرو، کبھی افطار کیا کرو۔ اور رات کو کچھ حصہ نماز پڑھا کرو اور کچھ سو جایا کرو۔ اور کمائی کرو اور گناہ نہ کرو۔ اور تم پوری کوشش کرو کہ تمہاری موت حالت اسلام میں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۰۸.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب زید بن ثابت، رقم: ۳۸۱۰.

❹ سنن ترمذی، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

آئے اور مظلوم کی بد دعا سے بچو۔'' ❶

## ۱۵۔ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

سیّدنا البراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ریشمی کپڑا تحفہ میں دیا گیا، تو لوگ اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس پر تعجب کرتے ہو، جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں۔'' ❷

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: جب لوگوں کے سامنے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعد کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز گیا ہے۔'' ❸

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے: اس کا جنازہ کتنا ہلکا ہے، یہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کی وجہ سے ہے۔ نبی معظم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں۔'' ❹

### دنیاوی علائق سے کٹ کر اللہ سے تعلق کی مثال:

کوئی بھی انسان مال و دولت سے بے نیاز ہوسکتا ہے، استقامت اور عزم و استقلال سے کام لے تو مصائب کو بھی بآسانی گوارا کرسکتا ہے لیکن ماں باپ، بہن بھائی، اعزہ و اقارب اور اہل وعیال سے ناطہ نہیں توڑ سکتا۔ لیکن جب کوئی اپنا رشتہ صرف رب تعالیٰ سے جوڑے تو اس کو کبھی کبھی یہ رشتے توڑنے پڑ جاتے ہیں۔

---

❶ حلية الأولياء: ۲۳۳/۱.

❷ صحيح البخاري، كتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، رقم: ۳۸۰۲.

❸ صحيح البخاري، رقم: ۳۸۰۳.

❹ سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، رقم: ۳۸٤۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام لائے تو حالات نے ان کو اس رشتے کے توڑنے پر مجبور کیا اور ایمان و اسلام کے لیے انہوں نے آسانی کے ساتھ اس کو گوارا کر لیا۔ دیکھیں! اسیرانِ غزوہ بنو قریظہ گرفتار ہو کر آئے۔ ان میں بنو قریظہ کے لوگ بھی تھے جو قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ اور عرب میں حلیفوں میں بالکل برادرانہ تعلقات پیدا ہو جاتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر رکھ دیا جو قبیلہ اوس کے سردار تھے تو انہوں نے اس تعلق کی کچھ پروا نہ کی اور بے لاگ فیصلہ کر دیا کہ لڑنے والے قتل کر دیے جائیں، عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اور ان کا مال و اسباب مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ ❶

## ۱۶۔ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے ''سورۃ البینۃ'' پڑھ کر سناؤں۔'' سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو اس پر سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رو پڑے۔ ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ❸

### پابندی احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا، وہ ایک صحابی کے پاس آئے، اور انہوں نے تمام اونٹ حاضر کر دیے وہ سب کا جائزہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤١٢١.

❷ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿لَمْ يَكُنِ﴾، رقم: ٤٩٥٩.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٧٩٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لے کر بولے کہ تم کو صرف ایک بچہ دینا ہوگا۔'' بولے: ''نہ تو وہ سواری کے قابل ہے، نہ دودھ دیتا ہے، یہ جوان خربہ اونٹنی حاضر ہے۔ بولے: جب تک مجھ کو حکم نہ دیا جائے میں اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ تم سے قریب ہی ہیں۔'' اگر تم چاہو تو خود آپ کی خدمت میں اس اونٹنی کو پیش کر سکتے ہو، اگر آپ ﷺ نے قبول فرما لیا تو میں بھی قبول کر لوں گا۔'' وہ اونٹنی لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے نبی! میرے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے آیا تھا، میں نے تمام اونٹ اس کے سامنے حاضر کر دیے، تو اس نے کہا کہ تم پر صرف ایک بچہ فرض ہے۔ لیکن نہ دودھ دیتا ہے، نہ سواری کے قابل تھا اس لیے میں نے اس کو فربہ اونٹنی دی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اب میں اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: ''فرض تو تم پر وہی ہے، اس سے زیادہ دو تو صدقہ ہوگا اور ہم اس کو قبول کریں گے۔'' انہوں نے کہا: ''تو یہ حاضر ہے۔'' آپ نے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی اور ان کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔ ❶

## ۱۷۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو ہریرہ! تم ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتے تھے اور حدیث رسول بھی ہم سے زیادہ یاد رکھتے ہو۔ ❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں، لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ۔'' میں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، رقم: ۱۸۵٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن" کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی هریرة رضی الله عنه، رقم: ۳۸۳٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا: ''اسے اپنے بدن پر لگا لو۔'' چنانچہ میں نے لگا لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ ❶

## خدمت رسول ﷺ کا جذبہ:

صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتے تھے۔ متعدد صحابہ نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے، اکثر یہ شرف حاصل ہوتا کہ جب آپ رفع ضرورت کے لیے تشریف لے جاتے تو وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے اور آپ وضو کرتے۔ ❷

## اہل بیت اور رسول اللہ ﷺ کے اعزہ و اقارب کی عزت و محبت:

رسول اللہ ﷺ کے تعلق سے صحابہ کرام اہل بیت رضی اللہ عنہم کو بھی نہایت عزت و محبت کرتے تھے۔ ایک دن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ ''ذرا پیٹ کھولیے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا تھا، وہیں میں بوسہ دوں گا، چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ ❸

## ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک:

مروان اکثر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا کرتا تھا، اس تعلق سے وہ ایک بار ذی الحلیفہ میں مقیم تھے اور ان کی والدہ الگ دوسرے گھر میں تھیں۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ان کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے ''السلام علیکم یا امتاہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ'' وہ فرماتی: ''وعلیک یا بنی و رحمۃ اللہ و برکاتہ'' پھر وہ فرماتے: ''اللہ تم پر اسی طرح رحم کرے جس طرح تم نے بچپن میں مجھ کو پالا۔'' وہ جواب دیتیں کہ اللہ تم پر بھی اسی طرح رحم کرے جس طرح تم نے بڑے ہو کر میرے ساتھ سلوک کیا۔'' جب گھر میں داخل ہوتے تب بھی اسی

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ٣٦٤٨.
❷ سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، رقم: ٤٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔
❸ مسند احمد: ٤٨٨/٢۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٥٥٩٣۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

طرح آداب بجالاتے۔ ❶

ان کی والدہ جب تک زندہ رہیں انہوں نے ان کو چھوڑ کر حج کرنا پسند نہیں کیا۔ ❷

## ذوقِ علم:

آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی اور ان کا ذوق علم حرص کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ اسی طرح وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں طلب علم کا یہی درجہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تم کو کس چیز نے مجبور کر رکھا ہے؟ لوگوں نے پوچھا کس شے سے؟ کہا: وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو! لوگوں نے پوچھا: کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ کہا کہ مسجد میں ! لوگ دوڑے دوڑے مسجد میں گئے، لیکن وہاں کوئی مادی میراث نہ تھی۔ اس لیے لوگ لوٹ گئے اور کہا کہ وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا۔ البتہ کچھ لوگ نماز (نفل) پڑھ رہے ہیں، کچھ تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول ہیں، کچھ حلال و حرام پر گفتگو کر رہے ہیں۔ بولے: تم لوگوں پر افسوس ہے یہی تو تمہارے نبی ﷺ کی میراث ہے۔ ❸

## محبت رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت انتہا درجہ تک تھی۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آپ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ تمام مہاجرین و انصار اپنے اپنے کاموں میں لگے رہتے لیکن ان کا کام صرف یہ تھا کہ جمالِ نبوی ﷺ کے دیدار سے شوق کی آگ بجھائیں۔ ایک موقع پر اس کا اظہار فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ کا مشاہدہ جمال میرا سرمایۂ حیات اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد لطیف غذا کھانے سے محض اس لیے پرہیز کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک دن اُن کو لوگوں نے بھنی

---

❶ الأدب المفرد للبخاری، باب جزاء الوالدین، رقم: ۱۲.

❷ صحیح مسلم، باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسیده وأحسن ..... .

❸ طبرانی اوسط: ۲۲۱/۱.

ہوئی بکری کی دعوت دی۔ انہوں نے محض اس لیے انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ دنیا سے اس حال میں رُخصت ہو گئے کہ کبھی جَو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔ ❶

**اخلاق و عادات:**

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر میں دارالاِ سلام آئے اس حساب سے ان کو اڑھائی تین سال صحبت نبوی سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اگرچہ بظاہر یہ مدت کم معلوم ہوتی ہے لیکن اس حیثیت سے کہ اس مدت میں سفر و حضر، خلوت و جلوت میں ایک لمحہ کے لیے بھی خدمت اقدس سے جدا نہ ہوئے اور اس قلیل مدت میں جو لمحات بھی میسر آئے ان سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ یہ تھوڑی مدت کیفیت کے اعتبار سے بڑی طویل مدت کے برابر ہو جاتی ہے۔ اس ملازمت رسول ﷺ کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ پر تعلیمات نبوی ﷺ کا بہت گہرا رنگ چڑھا تھا اور آپ اسلامی تعلیمات کا مکمل نمونہ بن گئے تھے۔ ❷

## ۱۸۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مقام کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اس طرف لے کر اُڑ جاتا ہے، میں نے یہ خواب اُم المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی رحمت ﷺ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''آپ کا بھائی نیک آدمی ہے۔'' یا فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے۔'' ❸

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔'' سالم نے بیان کیا، سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔'' ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأطعمة، رقم: ٥٤١٤. ❷ سیر أعلام النبلاء: ٣/ ٥١٩.

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٨٢٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٧٣٩.

## نفل ونوافل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس شوق ومستعدی کے ساتھ نماز مفروضہ ادا فرماتے تھے، اسی طرح نوافل، اشراق، کسوف اور دوسری نمازوں کا اہتمام فرماتے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل نمازیں پڑھ لیتے تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے تھے۔ ❶

## پابندی جماعت:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک شب نماز عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، ایک تہائی رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اگر امت پر شاق نہ گزرتا تو میں اسی وقت نمازِ عشاء ادا کرتا۔'' ❷

## اپنے بہترین مال کا انفاق:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ان کو اپنی چیز جو پسند آتی اس کو اللہ کی راہ میں دے دیتے۔ ایک بار سفر حج میں تھے کہ اپنی اونٹنی کی چال پسند آئی تو اس سے اتر گئے اور اپنے غلام نافع سے کہا کہ اس کو قربانی کے جانوروں میں داخل کر لو۔ ❸

## اتباع سنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاص طور پر ممتاز تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر حج سے واپس آئے تو مسجد کے دروازہ پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معمول کر لیا۔ ❹

زرد رنگ کا خضاب، لگاتے تھے۔ اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ٧٠٠/٣١.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ٦٣٩/ ٢٢٠.

❸ طبقات ابن سعد، تذكر عبدالله بن عمر.

❹ سنن ابو داؤد، كتاب الجهاد، رقم: ٢٧٨٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

کرتے دیکھا ہے۔ ❶

اتباع سنت کے واقعات کی ایک لمبی فہرست ہے۔لیکن یہاں اسی پر اکتفا کریں گے۔

## خوفِ الٰہی سے گریہ و بکا:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو موم کی طرح نرم و گداز کر دیا تھا، اس لیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات و مواعظ سنتے، قران مجید پڑھتے یا خشیت الٰہی کا موقع آتا تو ان پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآنِ مجید کی یہ آیت ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الحدید: ١٦) ''کیا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر پر ان کے دل گداز ہوں۔'' پڑھتے تھے تو بے اختیار رو پڑتے تھے، اور دیر تک روتے رہتے تھے۔ ❷

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی عزت اور محبت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں سے محبت رکھتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی نہایت توقیر و عزت کرتے تھے۔ ایک بار سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے گوشے میں دامن گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہے، بولے یہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا: آپ ان کو نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ ہیں۔'' سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کے گردن نیچے جھکا لی اور زمین پر ہاتھ مار کر کہا: ''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے تو ان سے محبت کرتے۔'' ❸

# ١٩۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دو بار

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، رقم: ٦٠٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح الاسناد" کہا ہے۔

❷ أسد الغابة، تذكره عبدالله بن عمر رضي الله عنه.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٣٧٣٤.

دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کا فہم عطا فرمائے۔ ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا: ''اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔'' ❷

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد اور نوافل میں شرکت:

یہ شوق عبادت اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا دل بھی اس سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عہد نبوت میں نہایت صغر السن تھے لیکن اس شوق میں ایک رات اپنی خالہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے، آدھی رات ہوئی تو آپ نے اُٹھ کر پہلے سورۃ آل عمران کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں پھر وضو کر کے نماز شروع کی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ان اعمال کی پیروی کی اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ ❸

## صبر و ثبات:

مردوں پر نوحہ و بکار کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب قوم کا قومی شعار تھا، لیکن فیض نبوی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر و ثبات کا خوگر بنا دیا تھا۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے اسی حالت میں اپنے بھائی قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر سنی، پہلے ''اِنَّا لِلّٰهِ.....'' پڑھا، پھر راستے سے ہٹ کر دو رکعت نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾

(البقرہ: ٤٥)

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٨٢٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما، رقم: ٣٧٥٦.

❸ صحیح بخاری، ابواب الوتر، رقم: ٩٩٢.

’’(مصیبت میں) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو، نماز عجز خشوع وخضوع کرنے والوں کے علاوہ سب پر گراں ہے۔‘‘ ❶

## ۲۰۔ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاویہ کے حق میں دعا کی: ’’اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت نصیب فرما۔‘‘ ❷

### فضل وکمال:

علمی اعتبار سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تہی دامن نہ تھے۔ ابتدا سے لکھنے پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی بنایا تھا۔

مذہبی علوم میں اتنا ادراک تھا کہ صاحب علم وافتاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار تھا۔ ❸

### خوف وخشیت الٰہی:

انہیں دنیا کی مختلف آزمائشوں میں مبتلا ہونا پڑا، ان کا دل خوف وخشیت الٰہی سے خالی نہ تھا۔ وہ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ بر اندام رہتے تھے اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ ❹

### امہات المؤمنین کی خدمت:

تمام خلفاء امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی خدمت باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے، وہ ایک ایک مشت ایک ایک لاکھ رقم سیّدہ

---

❶ أسد الغابة، تذكه قثم بن عباس رضى الله عنه.

❷ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب معاويه بن سفيان رضى الله عنهما، رقم: ۳۸٤۲۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۹٦۹.

❸ اعلام الموقعين: ۱۳/۱.

❹ فهرست ابن نديم، ص: ۳۲.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ❶

## حق پسندی:

اگر خود امراء وسلاطین میں حق پسندی کا مادہ موجود نہ ہوتو رعایا کی آزادی، نکتہ چینی اور حقوق طلبی بالکل بیکار ہے۔ لیکن صحابہ کرام کے دور میں خود خلفاء میں حق پسندی کا اس قدر مادہ موجود تھا کہ ہر جائز نکتہ چینی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ ایک بار ابو مریم ازدی رحمہ اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں آئے، ان کو ان کا آنا ناگوار ہوا اور بولے کہ ''ہم تمہارے آنے سے خوش نہیں ہوئے۔'' انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جس کو مسلمانوں کا والی بنائے اگر وہ ان کی حاجتوں سے آنکھ بند کر کے پردہ میں بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں کے سامنے پردہ ڈال دے گا۔'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں کی حاجت براری کے لیے ایک مستقل شخص مقرر کر دیا۔ ❷

# ۲۱۔ سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھ گئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ میں آئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ اس وقت بات نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ مبارک مجھ پر رکھتے اور پھر انہیں اُٹھاتے تو میں جان گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔ ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ بن زید کی ناک صاف کرنے لگے۔ (جب وہ چھوٹے

---

❶ أسد الغابة : ٣٨٧/٤.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الخراج والإمارة ، رقم: ٢٩٤٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب أسامه بن زيد رضى الله عنهما ، رقم: ٣٨١٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

تھے) تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے دیں میں صاف کر دیتی ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! تو اسے محبت کر، اس لیے کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔'' ❶

## سوموار اور جمعرات کے روزے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں دنوں کے روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ'' ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔'' بعض صحابہ نے بھی اس کا التزام کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک دن سیّدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ وادی قریٰ کو گئے، اور ان دنوں کے روزے رکھے، غلام نے کہا، آپ تو بوڑھے ہیں، ان دنوں میں کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ بولے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں کے روزے رکھا کرتے تھے۔'' ❷

# ۲۲۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس سے) گزرے تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، یہ میرا چھوٹا سا انس ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کی: ان دو کی قبولیت تو میں دنیا میں دیکھ چکا ہوں، اور تیسری کی آخرت میں اُمید رکھتا ہوں۔ ❸

## پابندی جماعت:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کا انتظار اتنی دیر تک کرتے تھے کہ نیند کے مارے ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ ❹

❶ سنن الترمذی، أیضاً، رقم: ۳۸۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصوم، رقم: ۲۴۳۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب انس بن مالك رضی الله عنه، رقم: ۳۸۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❹ سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۲۰۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

### محبت رسول ﷺ:

آپ ﷺ کو جو چیز محبوب ہوتی وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی محبوب ہو جاتی۔ کدو آپ کو بہت مرغوب تھا، اس لیے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے۔ ❶

## ۲۳۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیّدنا خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔'' ❷

### سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ مؤتہ) سے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع آنے پر آپ ﷺ نے ہمیں (مدینہ منورہ میں) ان کی شہادت کی اطلاع دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا انھیں شہید کر دیا گیا۔ پھر جعفر نے جھنڈا لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (پھر فرمایا) کہ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید) نے جھنڈا پکڑ لیا پھر ان کے ہاتھوں جنگ فتح ہو گئی۔ ❸

## ۲۴۔ سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو موسیٰ!

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الأطعمة، رقم: ۱۸۵۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب خالد بن ولید رضی الله عنه، رقم: ۳۸٤٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۷.

تجھ کو آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔'' ❶

## پابندی جماعت:

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقائے سفر جب مدینہ آئے تو بقیع بطحان میں قیام کیا، وہاں سے اگرچہ تمام لوگ نماز عشاء میں شریک نہیں ہو سکتے تھے تاہم باری باندھ لی تھی اور اپنی باری پر لوگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء پڑھتے تھے۔ ❷

## تلاوتِ قرآن:

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ خوش الحان تھے۔ بلکہ یہ آپ ہی کی خصوصیت نہیں، خوش الحانی ان کے تمام قبیلہ کا وصف امتیازی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ'' رات کو جب قبیلہ اشعری کے لوگ آتے ہیں تو میں ان کی قرآن خوانی ہی سے ان کے جائے قیام کو پہچان لیتا ہوں۔'' ❸

ابوعثمان مھدی کا بیان ہے کہ'' میں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہے لیکن میں نے چنگ و بربط کی آواز کو بھی سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش الحانی سے بہتر نہیں پایا۔ وہ ہم کو نماز فجر پڑھاتے تھے تو جی چاہتا تھا کہ پوری سورۂ بقرہ پڑھ ڈالتے۔'' ❹

## شوق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت سے لبریز تھے۔اس لیے جب زیارت کا وقت قریب آتا تو یہ جذبہ اور بھی اُبھر جاتا اور اس کا اظہار مقدس نغمہ سنجیوں کی صورت میں ہوتا۔ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کے قریب پہنچے تو سب کے سب ہم آہنگ ہو کر زبانی شوق سے یہ رجز پڑھنے لگے:

---

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة للقرآن، رقم: ٥٠٤٨.

❷ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ٥٦٧.

❸ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل الاشعریین، رقم: ٢٤٩٩/١٦٦.

❹ الاستیعاب، تذکرہ عبدالرحمن بن مل.

(( غدا نلقی الأحبه محمداً و حزبه . ))

''ہم کل اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گروہ سے ملیں گے۔'' ❶

## پابندی عہد:

معاہدہ تو ایک بڑی چیز ہے صحابہ کرام معمولی وعدے کو بھی لازمی طور پر پورا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ'' میں فلاں دن سفر کرنے والا ہوں، میرے سفر کا سامان کر دو۔'' انہوں نے سامان کرنا شروع کر دیا جب روانگی کا وقت آیا تو بولے کہ'' ذرا کسر رہ گئی ہے، اگر آپ ٹھہر جاتے تو میں اس کو پورا کر دیتا'' بولے: میں گھر کے لوگوں سے کہہ چکا ہوں کہ فلاں دن سفر کروں گا اب اگر ان سے جھوٹ بولتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے جھوٹ بولیں گے۔ ان سے خیانت کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے خیانت کریں گے۔ ان سے وعدہ خلافی کرتا ہوں تو ہ بھی مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے، چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور اس کمی کی کچھ پرواہ نہ کی کہ سامان سفر نامکمل ہے۔'' ❷

# ۲۵۔ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا:'' اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ یہاں تک کہ جب ہمارے غلبے کا تمہیں علم ہو جائے۔'' (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔

---

❶ مسند احمد: ۲۲۳/۳.

❷ طبقات ابن سعد، تذکرہ ابو موسیٰ اشعری رضی الله عنه.

اتنے میں سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا: افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمام تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے، اس طرح سے ان سے بچایا۔ پھر سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بُری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔ ❶

## تحمل شداء اور تعلق باللہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کے لیے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر تزلزل واقع نہیں ہوا۔ سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب خانہ کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا۔ ❷

## جرأت وشجاعت:

جرأت وشجاعت کا اظہار کبھی عقائد کے اظہار میں ہوتا ہے، کبھی میدانِ جنگ میں اور کبھی ظالم بادشاہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اخلاقی جوہر موجود تھا، اس لیے اس کا ظہور ان تمام موقعوں پر ہوتا تھا۔

سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نہایت قدیم الاسلام صحابی ہیں، وہ مکہ آ کر ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت کی کہ اس وقت اپنے وطن کو واپس جاؤ اور اپنی قوم کو میری بعثت کی خبر کرو، لیکن انہوں نے نہایت پر جوش لہجے میں کہا کہ ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں کفار مکہ کے سامنے ہی کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔'' حالت یہ تھی کہ وہ غریب الوطن تھے، مکہ میں کوئی ان کا حامی و مددگار نہ تھا، لیکن بایں ہمہ وہ مسجد حرام میں آئے اور بآواز بلند کہا: اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمد رسول الله . اس آواز کا سننا تھا کہ کفار ٹوٹ پڑے اور سخت زدوکوب کی۔ لیکن انہوں نے دوسرے

❶ صحيح بخاری ، كتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی الله عنه، رقم: ٣٥٢٢.
❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضی الله عنهم ، رقم: ٢٤٧٣.

دن پھر اسی جوش کے ساتھ خانہ کعبہ میں اس کلمے کا اعلان کیا اور کفار نے پھر اسی طرح یورش کی۔ ❶

## غلاموں کے ساتھ مساویانہ سلوک:

صحابہ کرام غلاموں کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرتے تھے۔ ایک بار سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے اور غلام کو بھی ویسا ہی پہنایا ہوا تھا اس کا سبب دریافت کیا گیا تو بولے: ''میں نے ایک غلام کو ایک دفعہ بُرا بھلا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ذر! تم میں اب تک جاہلیت کا اثر باقی ہے، یہ لوگ تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے تو جس کا بھائی اس کے ہاتھ میں ہو وہ اس کو وہی کھلائے پلائے جو خود کھاتا پیتا ہے۔'' ❷

# ۲۶۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قرآن چار بندوں سے سیکھو: .....۱: عبداللہ بن مسعود۔ ۲: سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔ ۳: ابی بن کعب۔ ۴: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)'' ❸

## خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ کہیں جاتے تو وہ پہلے آپ کو جوتا پہناتے پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے، پھر آپ کو عصا دیتے، آپ اٹھتے تو پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے، آگے عصا لے کر چلتے اور چہرۂ مبارک تک پہنچا جاتے، آپ نہاتے تو پردہ کرتے، آپ

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۶۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۳۰.

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۶۰.

سوتے تو بیدار کرتے، آپ سفر میں جاتے تو آپ کا بچھونا، مسواک، جوتا، اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا، اس لیے وہ صاحب سواد رسول اللہ ﷺ یعنی آپ کے میرِ سامان کہے جاتے تھے۔ ❶

## تفقہ فی الدین:

مسروق فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((وَالَّذِیْ لَا اِلٰـہ غیـرہ)) ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔'' قرآن مقدس کی کوئی ایسی سورت نہیں ہے کہ جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ یہ کہاں اور کب نازل ہوئی، اور قرآن کی ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ اس کا شانِ نزول کیا ہے؟ پھر فرمایا: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ قرآنِ مقدس کا کوئی شخص مجھ سے بڑا عالم موجود ہے تو میں اس کے پاس جا کر علم حاصل کرتا اگرچہ وہ اتنا دور دراز رہتا ہوتا کہ وہاں صرف اونٹ کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہو۔ ❷

## اتباع رسول ﷺ کے ذریعے اللہ سے تعلق:

عبدالرحمٰن بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم نے سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص بتائیں جو نبی کریم ﷺ کی سیرت والا ہوتا کہ ہم اس سے (علم) حاصل کریں، تو انہوں نے فرمایا: ''میں نبی کریم ﷺ کی سیرت کو بہت زیادہ اپنانے والا شخص ابنِ اُمِ معبد (یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' ❸

❀❀❀❀

---

❶ طبقات ابن سعد، تذکرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ.

❷ صحیح بخاری، فضائل القرآن، رقم: ۵۰۰۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم: ۳۷۶۲.

باب نمبر 6

# صحابیات رضی اللہ عنہن کا اللہ سے تعلق

## ۱۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جتنا رشک سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہے کسی اور عورت پر نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح ان کی وفات کے بعد کیا تھا، یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، اور اللہ نے آپ کو خدیجہ کے لیے جنت کے موتی سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دینے کا حکم دیا جس میں نہ شوروغل ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔ [1]

### سیرت پر ایک نظر:

سب سے پہلی شادی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی۔ یہ خاندان قریش کی ایک چالیس سالہ اور پاکیزہ اخلاق خاتون تھیں۔ طاہرہ ان کا لقب تھا۔ پانچویں پشت پر رسول اللہ ﷺ سے ان کا نسب مل جاتا ہے۔ ان کے والد خویلد ایک معزز قریشی اور یہ خود بڑی صاحب ثروت تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زندہ تمیمی سے ہوئی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق ابن عائذ کے ساتھ عقد ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد آنحضرت ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سن چالیس سال کا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا پچیس سال کا۔ ایک کے سوا آنحضرت ﷺ کی اولادیں ان کے بطن سے تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی۔ ان کی زندگی بھر دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ ہجرت مدینہ سے کئی سال پہلے مکہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ گو ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] صحيح البخاری، كتاب المناقب الانصار، باب تزويج النبی صلی الله عليه وسلم خديجة و فضلها رضی الله عنها ، رقم: ۳۸۱۷، ۳۸۱۹.

متعدد شادیاں کیں، لیکن ان کی محبت کا نقش ہمیشہ دل پر قائم رہا۔ ❶

## ۲۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُم سلمہ! تو مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ پہنچا کیونکہ سوائے عائشہ کے (بستر) کے تمہارے کسی ایک کے بستر میں مجھ پر وحی نہیں نازل ہوئی۔'' ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جبرائیل امین علیہ السلام ریشم کے ایک سبز کپڑے میں میری تصویر لپیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور فرمایا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔'' ❸

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائش! یہ جبرائیل ہیں، جو تجھ کو سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ کے رسول جو آپ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھتے۔ ❹

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے زیادہ آپ کو محبوب کون ہے؟ فرمایا: ''عائشہ۔'' پھر پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ۔'' پوچھا گیا: پھر کون؟ فرمایا: ''عمر''۔ ❺

### اعتکاف:

ازواجِ مطہرات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے

---

❶ تاريخ اسلام : ١٣٤/١، بتعديل يسير.

❷ صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، باب فضل عائشه رضی الله عنها، رقم: ٣٧٧٥.

❸ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب من فضل عائشه رضی الله عنها، رقم: ٣٨٨٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ صحيح البخاری، أيضاً، رقم: ٣٧٦٨.

❺ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل ابی بكر رضی الله عنه، رقم: ٢٣٨٤.

اعتکاف کے لیے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو اپنا خیمہ نصب کروایا۔ ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے خیمے نصب کرائے، آپ نے دیکھا تو اپنے ساتھ ازواج مطہرات کے خیمے بھی گروا دیے۔ (کہ اس سے آپ کے سکون و جمعیت میں خلل واقع ہوتا تھا۔) ❶

## عمرہ:

بہر حال عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا، حجۃ الوداع کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ وجہ پوچھی تو بولیں کہ ''میں ضرورتِ نسوانی سے معذور ہوں' لوگ دو دو فرض (حج اور عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا۔'' فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، اللہ تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا'' چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ کر دیا۔ اور مقام تنعیم میں جا کر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔ ❷

## محافظت یادگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

صحابہ کرام کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر یادگاریں محفوظ تھیں جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ ''اللہ کی قسم! آپ نے ان ہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔'' ❸

## مسکین نوازی:

ایک دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الصیام، باب الإعتکاف، رقم: ٢٤٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، ابواب العمرة، رقم: ١٧٨٨.
❸ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، رقم: ٤٠٣٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انہوں نے لونڈی سے کہا کہ ''وہ روٹی اس کو دے دو'' اس نے کہا: افطار کس چیز سے کیجیے گا؟'' بولیں: ''دے تو دو۔'' شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا: ''لے کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔'' ❶

## ایثار:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اپنی قبر کے لیے مخصوص جگہ کر رکھی تھی۔ لیکن جب امیر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے یہ تختہ جنت ان کو دے دیا اور فرمایا:

((كنت اريده لنفسي ولاوثرن به اليوم على نفسي .''❷

''میں نے خود اپنے لیے اس کو محفوظ کر رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔''

## فیاضی:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ میں آجاتا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھا لی۔ ❸ (بعد میں انہیں معاف کر دیا اور ان سے صلح کر لی۔)

## ذاتی انتقام نہ لینا:

اگر دشمن کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو ہمارے لیے انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا، لیکن صحابہ کرام کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نے بغض وانتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے دشمنوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتے

---

❶ مؤطا مالك ، كتاب الصدقة ، باب الترغيب فى الصدقة ، رقم: ٥.

❷ مستدرك حاكم: ٣/١١، ١٣.

❸ صحيح بخارى ، كتاب المناقب، باب مناقب قريش، رقم: ٣٥٠٥.

تھے۔ سیّدنا معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے عرض کیا: ان میں کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ ان کے مداح رہے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دے دیتے تھے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا: ''استغفر اللہ! اگر میں ان سے اس بنا پر دشمنی رکھوں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ! جو شخص میری اُمت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کر۔ اور جو ان پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر۔'' ❶

## مہمان نوازی:

مہمان نوازی اہل عرب کے محاسن اخلاق کا نہایت نمایاں جزو تھی اور اسلام نے اس کو اور بھی نمایاں کر دیا تھا، اس لیے صحابہ کرام کی زندگی میں مہمان نوازی کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار وفد بنو منتفق حاضر ہوا، سوئے اتفاق سے آپ گھر میں موجود نہ تھے لیکن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً خزیرہ (عرب کا مشہور کھانا تھا) تیار کرنے کا حکم دیا اور مہمانوں کے سامنے ایک طبق میں کھجوریں رکھوا دیں، آپ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت کیا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہیں؟ ان لوگوں نے کہا: ''یہ تو ہو چکا۔'' ❷

## پرورش یتامیٰ:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی لڑکیاں یتیم ہو گئی تھیں اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پرورش فرماتی تھیں۔ ❸

---

❶ أسد الغابة، تذكره معاوية بن خديج.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ١٤٣ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مؤطا مالك، كتاب الزكاة، باب لا زكاة فيه من الحلى والتبر والصغير، رقم: ١٠.

اور ایسے ہی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن یتیموں کی پرورش کرتی تھیں ان کے مال لوگوں کو دے دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔ ❶

## شوہر کی خدمت:

ازواج مطہرات میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب تھیں، لیکن اس محبوبیت کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر نہیں پڑتا تھا، بلکہ سب سے زیادہ ان ہی کو آپ کا شرفِ خدمت حاصل ہوتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو پہلے دھولیا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ادا فرماتی تھیں۔ ❷

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرامِ حج باندھتے تھے اور احرام کھولتے تھے تو وہ جسم میں خوشبو لگاتی تھیں۔ ❸

جب آپ خانہ کعبہ کو ہدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھیں۔ ❹

# ۳۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔'' ❺

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سیرت کردار اور اُٹھنے بیٹھنے، چال اور ڈھال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کسی ایک کو نہیں دیکھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اس طرح جب حضور نبی

---

❶ مؤطا مالك، كتاب الزكاة، باب زكاة أموال اليتامىٰ والتجارة لهم فيها، رقم: ١٤.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ٥٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ابو داؤد، كتاب المناسك، باب الطيب، عند الاحرام، رقم: ١٧٤٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحيح" کہا ہے۔

❹ سنن ابوداؤد،م كتاب المناسك حج، رقم: ١٧٥٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❺ صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ٣٦٢٤.

اکرم ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں اور آپ کو جھک کو بوسہ دیا اور سر اُٹھا کر رونے لگیں۔ پھر دوسری بار آپ پر جھکیں تو سر اُٹھا کر ہنسنے لگیں۔ میں نے خیال کیا کہ میں تو انہیں تمام عورتوں سے عقل مند سمجھتی ہوں مگر یہ تو عام عورتوں جیسی ہیں (کہ اس حالت میں بھی ہنس رہی ہیں) جب نبی معظم ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا: جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں تو سر اُٹھا کر رونے لگی تھیں۔ اور جب دوبارہ جھکی تھیں تو پھر سر اُٹھا کر ہنسنے لگی تھیں۔ ایسے کیوں کیا؟ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اب یہ راز ظاہر کر دیتی ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ''میں اس بیماری سے فوت ہونے والا ہوں۔'' تو (یہ سن کر) میں رو پڑی۔

پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ ''میرے تمام اہل سے تو مجھ کو سب سے پہلے ملے گی۔'' تو اس پر میں ہنس پڑی۔ ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناراض کیا تو اس نے مجھے ناراض کیا۔'' ❷

## تسبیح وتہلیل:

تسبیح وتہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر تسبیح وتہلیل کیا کرتے تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آٹا پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ موجود نہ تھے۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے ایک خادم کا مطالبہ کر دیا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف

---

❶ سنن ترمذی ، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل فاطمة رضی الله عنه، رقم: ۳۸۷۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب مناقب فاطمة رضی الله عنها، رقم: ۳۷٦۷.

لے گئے۔ دونوں میاں بیوی آپ کے استقبال کے لیے اُٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا: بیٹھے رہو۔اور آپ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے سوال کیا تھا؟

دونوں نے کہا: ضرور! آپ نے فرمایا: جب سونے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ "سبحان اللّٰہ" تینتیس (۳۳) مرتبہ " الحمد للّٰہ" اور تینتیس مرتبہ " اللّٰہ اکبر "کہا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ ❶

(اس کے بعد دونوں میاں بیوی نے پوری زندگی اس وظیفے کو اپنا معمول بنائے رکھا۔)

## ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک:

صحابہ کرام والدین کی خدمت، اطاعت، اعانت اور ادب واحترام کا نہایت لحاظ کرتے تھے۔ ایک بار کفار نے رسول اللہ ﷺ کی گردن میں اونٹ کی اوجھ ڈال دی۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا دوڑ کے آئیں، اس کو آپ کے اوپر سے اُتار کر پھینک دیا اور کفار کو بُرا بھلا کہا۔ ❷

❀❀❀❀

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ٥٠٦٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٢٠.

باب نمبر 7

# اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ دینے والے اُمور

گزشتہ سطور میں تعلق باللہ، اسباب، ثمرات اور انبیاء علیہم السلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق باللہ کے نمونے گزر چکے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ((وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ)) ''کسی بھی چیز کی مکمل طور پر پہچان اور صورت تبھی بیان ہوسکتی ہے جب اس کی ضد کو پہچان لیا جائے۔'' چنانچہ اب ہم تعلق باللہ کے منافی اُمور اور اللہ سے دُوری کے نقصانات بیان کریں گے تاکہ کوئی راہ بھٹکا اس حقیقت سے آشنا ہوکر راہِ راست پر آئے اور اس کا اور ہمارا بھلا ہو جائے اور آخرت سنور جائے۔

## ا۔ غفلت:

غفلت سب سے پہلا اور بنیادی امر ہے اللہ تعالیٰ سے بندے کا تعلق توڑ دینے والا۔ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذکر اور اس کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ کبھی بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ غفلت اللہ سے دُوری کا باعث ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝﴾ (الأعراف: ٢٠٥)

''اور آپ اپنے رب کو صبح و شام عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے اور بغیر اونچی آواز کے اپنے دل میں یاد کیجیے اور غافلوں سے نہ ہو جایئے۔''

ذکر الٰہی کی اصل یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کو دل سے یاد کرلے، یعنی اگر دل غافل ہے اور زبان چل رہی ہے تو اسے ذکر الٰہی نہیں کہیں گے۔

شیخ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ

حال کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ پس وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم رہ گئے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبودیت میں ہر فلاح و سعادت سے روگردانی کی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر بدبختی اور ناکامی کی طرف متوجہ رہے۔''

(تفسیر السعدی، تحت الآیة ، طبع دار السلام.)

غافل دلوں کو، غفلت کی زندگی گزارنے سے بیدار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بڑی اہمیت رکھتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ ﴾ (یونس : ۷۔۸)

''بے شک (وہ لوگ) جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور (وہ) دنیا کی زندگی سے خوش اور اس پر مطمئن ہو بیٹھے (ہیں) اور ہماری نشانیوں سے غافل ہیں اور ان کا ٹھکانا ان کے (اعمال) کے سبب جو وہ کرتے ہیں، دوزخ ہے۔''

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''گویا دنیا کی غفلت کا انجام آخرت میں انتہائی ہولناک ہو گا، جب کہ اہل ایمان دنیا اور آخرت میں ہر جگہ بہر حال اپنے رب کی تعریف و توصیف کرتے ہیں کیونکہ ان کا ہر سفر تو اپنے رب ہی کی جانب ہے۔

انہی غافل لوگوں کی دنیوی حالت یہ ہے کہ جب انہیں کوئی دُکھ پہنچتا ہے، یا کسی اذیت کا شکار ہوتے ہیں تو اُٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اللہ ہی سے استعانت کرتے ہیں اور جونہی یہ اذیت ناک لمحے گزر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ایسے لوگوں کو عرصۂ دراز تک بار بار آزمائشوں میں ڈال کر پرکھتا ہے جب کہ وہ کافر اپنے اعمال کی ظاہری زیب و زینت کے باعث خود فریبی کا شکار رہتے ہیں

اور پھر یکبارگی ان غافل لوگوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔''

ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دنیا سے معمولی محبت آخرت سے بہت زیادہ غافل کر دیتی ہے۔'' ❶

پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غفلت کے درخت کی پرورش جہل کے پانی سے ہوتی ہے۔ بیداری و معرفت کے درخت کی پرورش فکر کے پانی سے ہوتی ہے۔ توبہ و انابت کے درخت کی پرورش ندامت کے پانی سے ہوتی ہے اور محبت کے درخت کی پرورش موافقت کے پانی سے ہوتی ہے۔'' ❷

## ۲۔ جہالت:

کتاب و سنت سے لاعلمی اور جہالت بھی اللہ تعالیٰ سے دُوری کا ذریعہ ہے۔ جیسے قرآن و سنت کا علم اللہ تعالیٰ کی پہچان کرا کے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے یعنی جہالت غیر اللہ کی عبادت کا سرچشمہ ہے اور اللہ سے دُوری کا بڑا سبب، جہالت کے بھوت جبھی انسان کی عقل و دانش پر ڈیرے ڈالتے ہیں تو انسان غیر اللہ کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔ قوم نوح نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت بھی جہالت ہی کی وجہ سے شروع کی تھی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(( هٰذِهِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلٰى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوْا إِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ أَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ ، فَفَعَلُوْا وَلَمْ تَعْبُدْ حَتّٰى إِذَا هَلَكَ أُولٰئِكَ وَنُسِيَ الْعِلْمُ عُبِدَت . )) ❸

---

❶ مكاشفة القلوب ، ص : ١٥٨ .

❷ الفتح الرباني ، ص: ٢٤ .

❸ صحيح بخاري ، كتاب التفسير ، رقم: ٤٩٢٠ .

’’یہ قوم نوح علیہ السلام میں سے نیک لوگوں کے نام ہیں، جب یہ فوت ہو گئے تو شیطان نے اس قوم کے دل میں بات ڈال دی کہ ان بزرگوں کی نشست گاہوں پر بطورِ یادگار پتھر نصب کر دینے چاہییں، اور ان پتھروں کو ان بزرگوں کے ناموں سے پکارا جانا چاہیے، چنانچہ اس قوم نے شیطان کی بات مان لی مگر (ابتدا میں) ان پتھروں کی عبادت نہیں کی گئی۔ لیکن جب پہلی نسل ختم ہوگئی اور بعد میں پیدا ہونے والی نسلوں میں جہالت در آئی تو انہوں نے ان پتھروں کی عبادت شروع کر دی۔‘‘

جس طرح کفر اور اسلام ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے، بالکل اسی طرح علم اور جہالت برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ علم سے اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے، جب کہ جہالت سے انسان اللہ سے دُور ہو جاتا ہے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۩ ﴾ (الزمر: ۹)

’’کیا بھلا وہ شخص جو رب کی رحمت کے بل بوتے پر، آخرت سے ڈرتے ہوئے اپنی ساری رات قیام وسجود میں گزار دیتا ہے۔ اے نبی! کہہ دے، کیا علم والے، اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں، یقیناً نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔‘‘

جاہل لوگوں کی صحبت اور مجلس بھی اللہ سے دُور کر دیتی ہے۔ اللہ رب العزت نے نبی آخر الزمان، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل لوگوں سے اعراض کا حکم دیا تھا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۱۹۹ ﴾

(الأعراف: ۱۹۹)

’’آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو

جائیں۔''

## جہالت سے پناہ مانگنے کی دُعا:

اللہ تعالیٰ نے گائے کے قصہ میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا ذکر فرمائی ہے کہ آپ نے قوم کو جواب دیا:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (البقرہ: ٦٧)

''میں جاہل ہونے سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔''

## ۳۔ ریا کاری:

ریا کاری بھی اللہ تعالیٰ سے دُوری کا باعث ہے۔ عمل صالح اور عبادت میں ریا، خودنمائی کی خواہش اور شہرت کی آرزو کا شائبہ بھی پایا جائے تو وہ باطل اور بے کار ہوجائے گی اور اس کا کچھ ثواب نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو غریبوں پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں، پھر ان پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے ان کو مال دیا، ان کی مفلسی ومحتاجی میں مدد کی اور ان کی ضروریات پوری کیں، اس طرح احسان جتلا کر غریبوں کی عزت و شرافت کو داغ دار کرتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرہ: ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر، اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی

بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں۔''

اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول کرتا ہے جو اس کے لیے خاص ہو اور صرف اس کی خوش نودی کے حصول کے لیے کیا گیا ہو، اور ہر وہ عمل نا قابل قبول اور لائق ردّ ہے جس میں ریا کاری ہو۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی میں ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(( اَنَا اَغْنٰی الشُّرَکَاءَ عَنِ الشِّرْكِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیَ غَيْرِیْ ، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ . )) ❶

''میں شرکاء سے زیادہ شرک سے بے نیاز اور بے پروا ہوں۔ جو کوئی شخص ایسا عمل کرے جسے صرف میرے لیے نہ کرے بلکہ میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے میں اسے اور اس کے شرکیہ کام کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

حقیقی مسلمان جو دینی احکام کا شعور رکھتا ہے اور دینی تعلیمات کے سلسلے میں ذکی الحس ہوتا ہے، اپنے تمام اعمال میں ریا کاری سے بہت دُور رہتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے تمام اعمال محض رضائے الٰہی کے لیے ہوں۔ ہمیشہ اس کے پیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہوتا ہے:

(( اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِهِ وَجْهُهُ . )) ❷

'' بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزهد ، باب تحريم الرياء ، رقم: ٢٩٨٥ .

❷ سنن نسائی ، كتاب الجهاد، رقم: ٣١٤٢۔ صحيح الجامع الصغير ، رقم: ١٨٥٦ .

بیان کی کہ ''جو شخص کوئی نیکی اس غرض سے کرتا ہے کہ لوگ سنیں اور اس کی شہرت ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی برائی کو مشہور کر دے گا اور اسے ذلیل و رسوا کر دے گا۔ حدیث بیان کرنے کے بعد سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ ❶

دُعا:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ ، وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ . )) ❷

''اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما، بلاشبہ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید کو خوب جانتا ہے۔''

سیّدنا ابو الدرداء اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما یہ دُعا کیا کرتے تھے:

(( نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ . ))

''ہم نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

ان سے پوچھا گیا کہ ''نفاق کا خشوع'' کیا ہے؟ فرمایا: بندہ بظاہر تو خشوع و خضوع والا نظر آئے لیکن اس کے دل میں خشوع نہ ہو تو یہ خشوع النفاق ہے۔ ❸

۴۔ شرک:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور عبادت میں کسی غیر کو حصہ دار سمجھنا اور ٹھہرانا شرک ہے۔ چنانچہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

❶ مسند احمد: ۱۶۲/۲، ۱۹۵۔ مجمع الزوائد: ۲۲۲/۱۰۔ الزهد، لابن المبارك، رقم: ۱٤۱۔ سنن الصالحين: ۲۸۲/۱، رقم: ۱۰۷۵۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مشكوة المصابيح، رقم: ۲۵۰۱۔ كنز العمال: ۱۸٤/۲، رقم: ۳٦٦.

❸ سنن الصالحين: ۲۸۲/۱، رقم: ۱۰۷٦.

((اَلشِّـرْكُ : هُوَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًا ، أَوْ تَعْبُدَ مَعَهُ غَيْرَهُ مِنْ حَجَرٍ اَوْ بَشَـرٍ ، أَوْ شَمْسٍ ، أَوْ قَمَرٍ ، اَوْ نَبِيٍّ ، اَوْ جِنِّيٍّ ، اَوْ نَجْمٍ ، اَوْ مَلَكٍ ، اَوْ شَيْخٍ ، اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ . )) ❶

''شرک یہ ہے کہ آپ کسی کو اللہ کا شریک سمجھیں، یا اس کے ساتھ کسی غیر مثلاً پتھر، انسان، سورج، چاند، نبی، جن، ستارے، فرشتے یا کسی شیخ کی عبادت کرنا شروع کر دیں۔''

شرک اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دینے والا سب سے بڑا گناہ ہے۔ سیّدنا لقمان علیہ السلام کا وہ قول قرآنِ مجید میں موجود ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان: ١٣)

''بے شک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلَا اُنَبِّـئُـكُـمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ، قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ : قَالَ: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ . )) ❷

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: ضرور بتایئے! اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔''

شرک ناقابل بخشش گناہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(النساء: ٤٨)

''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا

---

❶ تذكرة أولى البصائر فى معرفة الكبائر ، ص: ١٩.

❷ صحيح بخارى ، كتاب الأدب ، رقم: ٥٩٧٦.

جائے، اور اُس کے علاوہ گناہوں کو جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔''

مشرک پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ﴾

(المائدہ: ۷۲)

''بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْا لِلّٰهِ نِدًا دَخَلَ النَّارَ.)) [1]

''جو شخص اس حال میں مر گیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا تھا، تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

شرک کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ اس قدر ناراض اور غضبناک ہوا کہ ان پر دنیا میں ہی اپنا عذاب نازل کیا حتی کہ کئی ایک لوگوں کی صورتیں ہی مسخ کر دیں اور انہیں بندر اور سُور بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! لوگوں کو بتا دیں کہ:

﴿قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝۶۰﴾

(المائدہ: ۶۰)

''آپ کہہ دیجیے، کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے نزدیک انجام کی حیثیت سے ان سے برا کون ہے، جن پر اللہ نے لعنت بھیج دی اور جن پر اللہ کا غضب نازل ہو گیا اور جنہیں اللہ نے بندر اور سُور بنا دیا، اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی ان کا ٹھکانا بدترین ہوگا، اور یہ لوگ راہِ راست سے بہت دُور جا چکے ہیں۔''

---

[1] صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٤٩٧.

سورۃ الاحقاف میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ ﴾ (الأحقاف : ٥)

''اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں گے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے ہی بے خبر ہیں۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و بندگی کو صرف اپنے لیے خاص کر دینے، شرک و باطل سے منہ موڑ کر راہِ توحید پر گامزن ہو جانے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دینے کے بعد مشرک کی مثال بیان کی جس کے ذریعہ اس کی ضلالت و گمراہی، ہلاکت و بربادی اور راہِ حق سے انتہائی دُوری کی عکاسی کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ۝۳۱ ﴾

(الحج : ٣١)

''تم لوگ اللہ کے لیے مؤحد بن کر رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ گویا آسمان سے گرتا تو چڑیاں اُسے فضا میں ہی اچک لیتی ہیں یا تیز ہوا اُسے کسی دُور دراز جگہ پر پھینک دیتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے مشرکین سے اس قدر بیزار اور نفرت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج کے موقع پر اپنے رسول ﷺ کے ذریعے خاص طور پر اعلان فرمایا:

﴿ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ۝۳ ﴾ (التوبہ : ٣)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لوگوں کے سامنے حج کے بڑے دن

میں اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا مشرکوں سے اب کوئی تعلق نہیں رہا، پس اگر تم لوگ توبہ کرلو گے تو تمہارے لیے بہتر رہے گا، اور اگر تم نے اسلام سے روگردانی کی تو جان لو کہ تم اللہ کو کسی حال میں عاجز نہیں بنا سکتے ہو، اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔''

مشرکین کو جسمانی و روحانی ناپاکی کی اور نجاست کی بنا پر مسجد الحرام میں قیامت تک کے لیے داخلے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ چنانچہ اعلان فرما دیا کہ:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ﴾ (التوبہ: ۲۸)

''اے ایمان والو! بلاشبہ مشرک ناپاک ہوتے ہیں، اس لیے اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔''

مشرک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ .)) ❶

''روزِ قیامت میری سفارش سے بہرہ مند وہ شخص ہوگا، جس نے خالصتاً تہ دل سے "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہا ہوگا۔''

**دُعا:**

(( اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ رَبِّيْ ، لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا . )) ❷

'اللہ (سب سے بڑا ہے، عظمت و رفعت والا)، اللہ میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۹۹.

❷ صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۵۲۵.

## ۵۔ بدعت:

دین اسلام مکمل دین ہے، اس میں عقائد و اعمال کا مکمل نمونہ موجود ہے، غلبہ دین حصولِ رضائے الٰہی اور گمراہی سے بچنے کے لیے اسی دین میں مکمل مواد موجود ہے۔اس کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنے سے دنیوی اور اُخروی کامیابی خام خیالی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵ ﴾ (آل عمران : ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔''

بدعت انسان کو گمراہ کر کے مردود بنا دیتی ہے، چنانچہ بندہ اپنے رب تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ . )) ❶

''جس نے ہمارے دین (اسلام) میں (اپنی طرف سے) کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس سے نہیں، تو وہ مردود ہے۔''

دین اسلام میں بدعت ایجاد کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو جاتا ہے۔ دن رات اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور پھٹکاریں برستی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَحْدَثَ فِي الْاِسْلَامِ حَدَثًا . )) ❷

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی۔''

بدعتی کو توبہ کی توفیق بھی نہیں مل پاتی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحيح بخاری ، كتاب الصلح ، رقم: ٢٦٩٧.

❷ مسند الربيع ، رقم: ٣٧٢.

(( اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ . )) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک رکھا ہے۔''

مرہ ہمدانی فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(( اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَاِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ . )) ❷

''سب سے اچھی بات کتاب اللہ تعالیٰ ہے، اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا ہے، اور سب سے بُری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آ کر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔''

حضرت سحنون، ابو حازم رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب تک علماء بدعت نہ ہوں گے، یہ دین مضبوط رہے گا۔ پس جب بدعتی علماء پیدا ہو جائیں گے تو دین کا معاملہ خراب ہو جائے گا۔ ❸

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جس سال کوئی بدعت ایجاد ہوتی ہے، اس کی جگہ سے سنت فوت ہو جاتی ہے۔'' ❹

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے صاحب بدعت کی عزت کی، گویا کہ اس نے اسلام کی عمارت ڈھانے کے لیے مدد کی۔ اور جس نے بدعتی سے محبت رکھی اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو برباد کر دے گا اور اس کے دل سے ایمان کا نور ختم کر دے گا۔ ❺

---

❶ المعجم الاوسط، للطبرانی : ۲۸۱/۳۔ یہ روایت ''صحیح'' ہے۔

❷ صحیح بخاری ، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة ، رقم: ۷۲۷۷۔ سنن الصالحین، للباجی : ٤٨٦/١، رقم: ٣٠١١.

❸ سنن الصالحین ، للباجی ، رقم: ۲۰۱۷.

❹ سنن الصالحین: ٤٨٨/١.

❺ سنن الصالحین، رقم: ۲۰۱۹.

## ٦۔ اللہ کے اولیاء سے دشمنی:

دنیا میں ایسے بدقسمت لوگ بھی ہیں جو کہ اپنی بدکرداری، خباثت اور قباحت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، ملائکہ یا اس کے اولیاء کو بھی اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسی گھٹیا حرکات کرنے والے اللہ سے اتنے دُور ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا دشمن بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرہ: ٩٨)

''جو شخص اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہے، ایسے کافروں کا خود اللہ بھی دشمن ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی رکھنے والے اپنے لیے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔ آپ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(( مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ . ))[1]

''جو میرے ولی سے دشمنی رکھے، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ جہنم کی آگ ہوگی، جس میں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے، ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴾ (حٰمٓ السجدہ: ٢٨)

''اللہ کے دشمنوں کا یہی بدلہ ہے، یعنی جہنم کی آگ، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے جو اس بات کا بدلہ ہوگی کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے اولیاء کی محبت نصیب فرمائے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ٦٥٠٢۔ صحیح ابن حبان: ٢/٥٨، رقم: ٣٤٧۔ السنن الکبریٰ، للبیهقی: ١٠/٢١٩.

## ۷۔ظلم کرنا:

عرف عام میں ظلم سے مراد کسی کے ساتھ زیادتی کرنا یا پھر حق مارنا ہے۔لیکن ظلم کا اپنے وسیع تر معنی ومفہوم کے اعتبار سے اطلاق ہر اس چیز پر ہوگا جہاں حقیقت کو ماننے سے انکار کیا جائے یا حقیقت کو چھپایا جائے یا پھر کسی کی حق تلفی کی جائے۔

کسی انسان کا سب سے بڑا ظلم یہ ہوگا کہ وہ اپنے خالق حقیقی کے ساتھ کسی غیر کو شریک ٹھہرا دے۔اس طرح ظلم کرنے والے اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتے ہیں اور دنیا میں ہی اللہ کے شدید غیظ وغضب کا شکار ہو کر اپنی دنیا کے لیے باعث عبرت بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝۱۰۲ ﴾ (ھود: ۱۰۲)

''اور آپ کا رب جب ظالم بستیوں کی گرفت کرتا ہے تو اس کی گرفت ایسی ہی ہوتی ہے،اس کی گرفت بڑی دردناک اور شدید ہوتی ہے۔''

ظلم وشرک کر کے بارگاہِ رب العزت میں جانے والے خائب وخاسر ہوں گے۔ارشاد فرمایا:

﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ ﴾

(طٰہٰ: ۱۱۱)

''اور (اس دن) تمام چہرے اس ذات کی بارگاہ میں جھکے ہوں گے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور جس کے ذریعہ آسمان وزمین کی ہر چیز قائم ہے،اور جو ظلم وشرک کر کے آئے گا وہ خائن وخاسر ہوگا۔''

ظلم وتعدی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۰ ﴾ (الشوری: ۴۰)

''اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر ہونا چاہیے،پس جو معاف کر دے،اور اصلاح کر

لے اُس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، وہ بے شک ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے۔''

ظلم انسان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝﴾

(الشوریٰ: ۸)

''اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک اُمت بنا دیتا، لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر دیتا ہے، اور ظالموں کا اس دن کوئی دوست اور مددگار نہیں ہو گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . )) ❶

''ظلم روزِ قیامت بہت سی تاریکیوں اور اندھیروں کا باعث ہوگا۔''

## اہم باتیں:

لوگوں کے ساتھ برتاؤ کے معاملے میں ہم کو ہر ممکن احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ کہیں ہم سے کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہوجائے اور ہماری اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی تمام تر کوششیں بے کار چلی جائیں کیونکہ مظلوم کی آہ سیدھی عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس جاتی ہے اور اللہ اپنے مظلوم بندے کی مدد کرتا ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

(( اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ . )) ❷

''مظلوم کی بد دعا سے بچو، کیونکہ اس کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔''

مشاہدات، تجربات ہوئے ہیں کہ اچھے بھلے دینی ذہن رکھنے والے، دین کا کام کرنے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ۲٤٤۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ۲٤٤۸.

والے لوگ انا و لا غیری کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں، شیطانی انانیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کاموں میں آڑے آنے لگتے ہیں۔ دورُخا پن اختیار کرتے ہیں اور میٹھی چھریاں چلانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے۔ یہ ظلم بلکہ بڑا خطرناک ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ظلم کرنے سے محفوظ رکھے اور مظلوم کی آہ سے بچائے رکھے! آمین یارب العالمین۔

ظلم کرنے کی ایک وجہ ناروا غصہ ہے جو کہ کسی انسان کا دوسرے انسان پر ناراض ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، غصہ سراسر شیطانی فعل ہے جو کہ انسان کی عقل کو ماؤف اور ہوش وحواس کو بے کار کر کے رکھ دیتا ہے۔ غصہ کے عالم میں انسان وہ کچھ کر جاتا ہے جس کا بعد میں مداوائی اور ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے غصہ پر قابو رکھنا ضروری ہے۔ غصہ روکنا اس قدر ضروری ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے کئی مرتبہ یہ کلمہ دہرایا:

(( لَا تَغْضَب . )) ''تو غصہ مت ہو۔'' ❶

بلکہ آپ کے ایک فرمان کے مطابق حقیقی پہلوان اور بہادر ہی وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پالیتا ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ . )) ❷

''بہادر ہرگز وہ نہیں جو (مقابل کو) پچھاڑ کر رکھ دے، بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔''

اہل کتاب کا ایک آدمی سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور کہنے لگا کہ تورات میں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦١١٦۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٠٢٠۔ مؤطا: ٩٠٥/٢، رقم: ١١ من باب الغضب۔ مسند احمد: ١٧٥/٢.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ٦١١٤۔ صحیح مسلم، رقم: ٢٦٠٩/١٠٧۔ سنن أبو داؤد، رقم: ٤٧٧٩۔ مؤطا مالك: ٩٠٦/٢، رقم: ١٢ من کتاب البر والصلة۔ مسند احمد: ٢٣٦/٢.

لکھا ہے: " مَنْ يَظْلِمْ يَخْرب بَيْتُهُ . " ..... ''ظلم کرنے والے کا خانہ خراب ہوگا۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ یہ بات تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ ﴾

(النمل: ۵۲-۵۳)

''اب ان کے وہ گھر اُن کے ظلم کی وجہ سے ویران پڑ گئے، بے شک اس واقعہ میں ایک نشانی ہے، ان کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور ہم نے ایمان والوں کو بچا لیا، اور وہ لوگ میرے عذاب سے ڈرتے تھے۔'' ❶

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''جو شخص ظالم کو خوش کرنے کے لیے خندہ پیشانی سے ملا، یا اس نے اس کے لیے جس میں جگہ چھوڑی تو گویا اس نے اسلام کے مضبوط کڑے کو توڑ دیا اور وہ ظالم کا مددگار ثابت ہوا۔ ❷

حضرت یزید بن حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم! میں اپنی دوسری لغزشوں کی وجہ سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا جتنا کہ ظلم کی وجہ سے خوفزدہ ہوا ہوں۔ مجھ سے ایک شخص سے زیادتی ہوگئی تھی، درانحالیکہ ہم لڑ رہے تھے کہ اس نے کہہ دیا: ((حَسْبُكَ اللّٰهُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اللّٰهُ)) ''تیرے مقابلے میں مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ میں نے اپنے اور تیرے درمیان فیصل اللہ کو بنا دیا ہے۔'' فرماتے: مجھے یقین ہے کہ اللہ کے علاوہ اس کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہے۔'' ❸

## ۸۔ گناہ پر اصرار:

گناہ پر اصرار انسان کو اللہ تعالیٰ سے انتہائی دُور کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے

---

❶ سنن الصالحين : ۲/۵۷۷، رقم: ۲۵۱۰.

❷ سنن الصالحين: ۲/۵۷۷، رقم: ۲۵۱٤.

❸ سنن الصالحين: ۲/۵۷۷، رقم: ۲۵۱۱.

گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی صفت بیان کی ہے کہ:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۫ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ ﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''جب اُن سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اَڑ نہیں جاتے۔''

اصرار علی المعصیۃ انسان کے دل سے نورِ ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔ امام مالک اپنے شاگردِ رشید امام شافعی رحمہما اللہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے:

((اِنِّـيْ اَرَى اللّٰهَ تَعَالٰى اَلْقَى عَلٰى قَلْبِكَ نُوْرًا فَـلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ .)) ❶

''میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر نور (ہدایت) کا القاء کیا ہے۔ پس تم اسے معاصی کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔''

گناہوں پر اصرار کے باوجود دنیاوی نعمتوں کے حصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(( إِذَا رَأَيْـتَ الـلّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ .)) ❷

''جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے، جسے وہ پسند کرتا ہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔''

---

❶ الجواب الكافي، ص: ٩٠.

❷ مسند احمد: ٤/ ١٤٥۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٦١.

گناہوں پر اصرار کی وجہ سے انسان کو ہدایت نہیں ملتی ، بلکہ مزید اس کو گناہ پر اصرار کی وجہ سے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ یہ مزید گمراہی اور سرکشی میں بڑھ جائے جس کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دے وہ اللہ کی رحمت سے بھی دُور ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۸۶﴾

(الأعراف : ١٨٦)

''اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور وہ انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔''

حضرت عبداللہ مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جب دنیا کی محبت اور گناہوں نے دل کو اپنا شکار بنا لیا ہو، اب اس میں بھلائی کیسے داخل ہوسکتی ہے؟'' ❶

**دُعا:**

(( اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا أَسْرَرْتُ ، وَمَا أَعْلَنْتُ . )) ❷

''اے اللہ! جو میں چھپ چھپ کر گناہ کرتا ہوں، اور جو میں نے سرعام گناہ کیے ہیں، انہیں تو بخش دے۔''

## ۹۔خواہشاتِ نفس کی اتباع:

جہاں نیک خواہشات قربِ الٰہی کا ذریعہ بنتی ہیں ، وہاں بد خواہشات آرزوئیں اور تمنائیں انسان کو اللہ تعالیٰ سے دُور کر دیتی ہیں، جن کا معبود ان کا نفس ہوتا ہے، جو اللہ کے دین کے بجائے اپنے نفس کی عبادت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ضلالت و گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے، اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ان میں قبولِ حق کی صلاحیت موجود نہیں۔

---

❶ مكاشفة القلوب، ص: ١٦٠.

❷ سنن نسائی ، كتاب التطبيق ، رقم: ١١٢٤۔ مستدرك حاكم: ١/ ٢٢١۔ حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ ﴾ (الجاثیہ: ۲۳)

''کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا، اور اللہ نے اسے حق بات کا علم ہو جانے کے باوجود گمراہ کر دیا، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی، اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا، ایسے آدمی کو اللہ کے بعد کون راہ دکھا سکتا ہے، کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے۔''

یعنی ناممکن ہے کہ کوئی اللہ کی راہِ ہدایت کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سے ہدایت حاصل کرے کیوں کہ باقی سب تو اس کے بندے اور محتاج ہیں۔ اور سورۃ القصص میں فرمایا:

﴿ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ﴾ (القصص: ۵۰)

''پس اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی راہنمائی کے، بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

جو شخص اپنی ہی خواہشات کا غلام بن گیا، اور دنیا اس کا منتہائے مقصود رہی، کبھی قانع نہیں ہوا، ایک فائدہ حاصل ہوا تو دوسرے کے پیچھے دوڑنے لگا، اور اسی حصولِ دنیا میں حیران و پریشان رہا، اسے کبھی سکون نہ ملا، اس کتے کی طرح ہے جو ہر حال میں زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے، چاہے وہ دوڑ رہا ہو، بیٹھا ہو یا لیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر غور کیا جائے تو ایسے لوگ دنیا میں نظر آ جاتے ہیں۔

﴿ وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ

اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ﴾ (الأعراف : ١٧٦)

''لیکن وہ پستی میں گرتا چلا گیا اور اپنی خواہش نفس کا فرماں بردار ہو گیا، پس اس کی مثال کتے کی سی ہے، اگر تم اس پر کچھ بوجھ ڈال دو گے تو ہانپے گا، یا اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تب بھی ہانپے گا۔''

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ''جس کا دل کسی دنیاوی چیز سے خوش ہو گیا وہ وہ دانائی سے ہٹ گیا، اور جس نے دنیاوی خواہشات کو اپنے پیروں تلے روند دیا شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے اور جس کا علم خواہشات پر غالب آ گیا حقیقت میں وہی غالب ہے۔

## خواہشاتِ نفس سے بچاؤ کی دُعا:

(( اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا ، فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ . )) ❶

''اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی اُمید رکھتا ہوں۔ آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی مجھے اپنی ذات کے سپرد نہ کرنا، اور میرے تمام معاملات کی اصلاح فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

## خواہشاتِ نفس سے بچنے کی جرأت:

جس نے اللہ کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دی ہو گی، اور اس ایمان کے ساتھ دنیا میں زندگی گزاری ہو گی کہ اُسے اپنے رب کے سامنے میدانِ محشر میں کھڑا ہونا ہو گا، اور اس ایمان کے زیر اثر، اس نے اپنے آپ کو خواہش نفس کی اتباع سے دُور رکھا ہو گا، اس دن اس کی جائے رہائش جنت ہو گی، جس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی انسان کا دل اس کا تصور کر سکتا ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ

❶ صحيح سنن ابوداؤد ، كتاب الصلوٰة ، رقم: ١٥٢٥.

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ (النازعات: ٤٠-٤١)

''اور جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہش کی اتباع سے روکا، تو بے شک جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔''

## خواہشاتِ نفس سے بچنے کا مزید فائدہ:

بعض اسلاف کے بقول ''اپنے نفس کو ریاضت میں مشغول رکھو۔ اور ریاضت چار قسم پر ہے:

۱۔ کم کھانا (۲) مناسب سونا

۳۔ کم بولنا اور ۴۔ لوگوں کو اذیت و تکلیف سے بچانا۔

## فوائد:

۱۔ کم کھانے سے خواہشات کم ہوں گی۔

۲۔ مناسب سونے سے بُرے ارادوں میں کمی آئے گی۔

۳۔ کم بولنے سے کئی پریشانیوں سے بچ جائیں گے۔

۴۔ لوگوں کی تکلیف اُٹھانے کی وجہ سے انتہا تک پہنچ جائیں گے۔

لہٰذا جب کوئی زیادتی کرے تو اپنے نفس پر کنٹرول کرو اور حوصلہ مندی کا اظہار کرو اور تکلیف پر صبر کرو۔''[1]

## ۱۰۔ دنیا کی حرص:

دنیا بظاہر تو اپنی دلکشینیوں کی وجہ سے بہت خوبصورت نظر آتی ہے، جب کہ حقیقت میں یہ ایک دھوکا اور فریب ہے:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾﴾ (آل عمران: ١٨٥)

''اور دنیا کی زندگی صرف دھوکے کا سامان ہے۔''

جو شخص اس دلفریب دنیا کی حرص کا شکار ہو جائے، صرف دنیا کا حریص ہو، وہ اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے، اسے دنیا میں تو اپنی محبت کا صلہ مل جائے گا، لیکن آخرت میں اُسے

[1] سنن الصالحين، للباجي: ٦٥٤/٢، رقم: ٢٩٠٢.

سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ ﴾

(هود: ١٥، ١٦)

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے، تو ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں، اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں آخرت میں عذاب نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا، ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بے کار ہی تھا۔''

اور جو شخص آخرت کی زندگی پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے، وہ سمجھ لے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝۳۹ ﴾ (النازعات: ٣٧۔٣٩)

''جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔''

اور جو شخص صرف دنیا کی فکر میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں کئی قسم کی پریشانیاں پیدا کر دیتا ہے، اور اسے فقر و فاقہ کے اندیشے میں مبتلا کر دیتا ہے، جیسا کہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمُّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا مَا كُتِبَ لَهُ .)) ❶

❶ سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب الهم بالدنيا رقم: ٤١٠٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''جس کو صرف دنیا کی فکر ہو گی، اللہ اس پر اس کا معاملہ مشکل کر دے گا، اور ہر وقت اسے فقر کو اندیشہ رہے گا، اور دنیا میں سے بھی اُسے صرف وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہو گا۔''

## صرف دنیا سے محبت، آخرت کی تباہی:

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( كُنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ ، أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ ، وَمَنْ اَحَبَّ آخِرَتَهُ ، اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ ، فَآثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلَى مَا نَفْسِىْ . )) [1]

''جو شخص دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت تباہ کرے گا، اور جس شخص کو اپنی آخرت محبوب ہو گی تو وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ تو اے لوگو! تم باقی رہنے والی زندگی کو فنا ہو جانے والی زندگی پر ترجیح دو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن اے بنی نوع انسان! تم وہ نہیں کرتے جو آخرت میں تمہاری کامیابی و کامرانی کا سبب بنے، بلکہ دنیا کی فانی لذتوں کے لیے سرگرداں رہتے ہو، حالانکہ آخرت دنیا سے کہیں بہتر ہے، اس کی نعمتیں لازوال ہیں، اور دنیا دارِ فانی ہے:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝١٧ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٨ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝١٩ ﴾

(الأعلى : ١٦-١٩)

''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ بات اگلے صحیفوں میں موجود تھی۔ یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔''

---

[1] مسند احمد: ٤/٤١٢۔ شعب الإيمان ، للبيهقي: ٧/٢٨٨، رقم: ١٠٣٣٧۔ مستدرك حاكم: ٤/٣١٩۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٧٠٩۔ مجمع الزوائد: ١٠/٢٤٩۔ حاکم، ابن حبان، ذہبی، ہیثمی اور البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

حضرت فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر دنیا فنا ہو جانے والے سونے کی بنی ہوتی، اور آخرت لازوال ٹھیکرے کی، تو لازوال ٹھیکرے کو فانی سونے پر ترجیح دینا واجب ہوتا، چہ جائیکہ آخرت لازوال سونے کی بنی ہوئی ہے، اور دنیا فانی ٹھیکرے کی۔'' ❶

سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ دنیا کی محبت سے استغفار نہ کرے۔'' ❷

ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''زاہد وہ شخص نہیں جو کہ دنیا کی حرص چھوڑ دے اور اس کی پریشانی سے اپنے آپ کو محفوظ کرے۔ بلکہ زاہد وہ ہے جو دنیا چھوڑ کر آخرت کے لیے محنت کرے حتی کہ اپنے آپ کو آخرت کی خاطر تھکا دے۔'' ❸

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے: ''دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے، عورتیں شیطان کے جال ہیں اور شراب ہر برائی کا منبع ہے۔'' ❹

❀❀❀❀

❶ مكاشفة القلوب ، ص: ١٥٤ـ سنن الصالحين: ١/٥٢٢.

❷ سنن الصالحين: ١/٥٢٤.

❸ سنن الصالحين: ١/٥٢٣.

❹ الزهد، للإمام احمد، ص: ١٤٣، رقم: ٤٧٢ـ سنن الصالحين: ١/٥٢٤، رقم: ٢٢١٦.

باب نمبر 8

# اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹوٹ جانے کے نقصانات

انسان جب شیطان کو اپنا دوست بنا لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق اور ناطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی، رحمت الٰہی سے محرومی، مصائب ومشکلات کا شکار اور دنیا و آخرت میں طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹوٹ جانے کے کئی دینی و دنیاوی نقصانات ہیں، جن کا بیان ذیل کی سطور میں اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے:

## ا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی:

اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹوٹ جائے تو اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ایسوں کا تذکرہ موجود ہے، جن پر اس کا غضب نازل ہوا کہ پھر وہ کبھی بھی ان سے راضی نہ ہوگا، ان میں بہتوں کو بندر اور سُور بنا دیا، اور بالآخر حالت یاس جا رسید کہ انہوں نے شیطان کی عبادت شروع کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان سے زیادہ بُرے ٹھکانے والا اور اُن سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دُور اور راہِ حق سے برگشتہ کون ہوسکتا ہے؟

﴿ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٦٠﴾ ﴾

(المائدہ: ٦٠)

''آپ کہہ دیجیے، کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے نزدیک انجام کی حیثیت سے اُن سے بُرا کون ہے، جن پر اللہ نے لعنت بھیج دی اور جن پر اللہ کا غضب نازل ہو گیا اور جنہیں اللہ نے بندر اور سُور بنا دیا، اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی

ان کا ٹھکانا بدترین ہوگا، اور یہ لوگ راہِ راست سے بہت دُور جا چکے ہی۔''

ایسے لوگ باعث عبرت ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ ﴾

(المجادله: ١٤، ١٥)

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے ایک ایسی قوم سے دوستی کر لی، جن پر اللہ ناراض ہو چکا ہے، نہ وہ لوگ تم سے ہیں، اور نہ اُن میں سے، اور جانتے ہوئے جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، وہ بے شک بہت بُرے کام کرتے تھے۔''

جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو، ان سے دوستی کرنی مسلمانوں کے لیے درست نہیں، کیونکہ وہ بظاہر دوست بن کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گہری سازش کرتے رہیں گے، اور اُن کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمان بھی انہیں کی طرح اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جائیں اور اس کے غضب کے مستحق ٹھہریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ﴾

(الممتحنه: ١٣)

''اے ایمان والو! اس قوم سے دوستی نہ کرو جس سے اللہ ناراض ہے، وہ لوگ آخرت کی آمد سے اس طرح نا اُمید ہیں جس طرح اہل کفر قبر میں مدفون مردوں کے زندہ ہونے سے نا اُمید ہیں۔''

## ۲۔ دنیا میں لعنت، رحمت الٰہی سے محرومی:

اللہ تعالیٰ سے دُور انسان کو دنیا میں ہی ایسی کڑی سزا ملتی ہے کہ وہ باقی دنیا کے لیے

نشانِ عبرت بن جاتا ہے، جیسے کہ فرعون، نمرود، ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کے ساتھ ہوا۔ آج بھی جو شخص ان کے کرتوتوں اور بدچلنی کی پیروی کرتا ہے، تو تباہی و بربادی اور لعنت خداوندی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ قرآنِ مجید میں فرعون اور اس کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝۹۹﴾

(هود: ۹۹)

''اور اُن کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی اُن پر لعنت برسے گی، وہ بہت ہی بُرا عطیہ ہوگا جو انہیں دیا جائے گا۔''

اللہ کی لعنت ان پر اس دنیا میں تو بھیج ہی دی گئی تھی، آخرت میں بھی اُن پر لعنت برسے گی یعنی وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ کی رحمت سے دُور ہوں گے۔

''رفد'' بخشش اور عطا کو کہتے ہیں۔ یہاں لعنت کو بخشش سے تعبیر کر کے فرعونیوں کی غایت درجہ کی اہانت اور ہتک عزتی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔'' ❶

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سیّدنا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر کو اس حال میں دیکھیں گے کہ اس کے منہ پر سیاہی اور گردوغبار جما ہوگا۔ چنانچہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: ''میں نے دنیا میں تمہیں کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟'' آزر کہے گا: اچھا آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے درخواست کریں گے، اے میرے رب! ''تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے قیامت کے روز رسوا نہیں کرے گا۔ لیکن اس سے زیادہ رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے محروم ہے۔'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ''اے ابراہیم! تمہارے دونوں پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے کہ غلاظت میں لت پت ایک بجو ہے، جسے (فرشتے) پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔'' ❷

---

❶ تيسير الرحمن: ۱/ ٦٦١. ❷ صحيح بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، رقم: ۳۳۵۰.

### ۳۔ دنیا میں مصائب ومشکلات:

جو شخص بخل کی وجہ سے اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتا، طلب رضائے الٰہی کی کوشش نہیں کرتا اور حق وانصاف سے منہ موڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مصائب ومشکلات پیدا کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ ﴾

(اللیل: ۸۔۱۶)

''اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے نیازی برتی، اور (اللہ کی طرف سے) اچھے بدلے کو جھٹلایا، تو ہم عنقریب اس کے لیے تنگی کی راہ کو آسان بنا دیں گے۔ اور اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا جب وہ جہنم میں نیچے گرتا چلا جائے گا۔ بے شک ہماری ذمہ داری ہے راہ دکھانا اور بے شک آخرت اور دنیا کے مالک ہم ہیں۔ پس لوگو! میں نے تمہیں آگ سے ڈرا دیا ہے جو دہکتی رہے گی۔ اس میں صرف وہ داخل ہوگا جو بڑا ہی بد بخت ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔''

دنیا میں انسان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے گناہوں کی وجہ سے پہنچتی ہے۔ جو بھی سختیاں، بلائیں، آفتیں اور بیماریاں آتی ہیں وہ سب اس کی غلطیوں کی وجہ سے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿ ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِى النَّاسِ لِيُذِيۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۱﴾ ﴾

(الروم: ۴۱)

''خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے ان گناہوں کی وجہ سے جو لوگوں نے کیے

ہیں، تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض بداعمالیوں کا مزا چکھائے، شاید کہ وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کریں۔''

بنی اسرائیل نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں اور اس سے دُوری اختیار کر لی تو اس کے اس گناہ کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی ایک مصائب میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴾ (البقرہ: ٦٥)

''اور یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے۔ اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''اس آیت میں بہت بڑا سبق اور نصیحت ہے، لیکن ان کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، تو یہاں بنی اسرائیل کی قوم کا تذکرہ ہے کہ جب ان کو منع کیا گیا کہ اللہ کا حکم ہے کہ ہفتہ کے دن شکار نہیں کرنا تو انہوں نے تاویلات فاسدہ سے اور سرکشی میں بڑھ کر اللہ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کو زبردست غصہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں سزا دی اور اُن کو ذلیل تر بندر بنا دیا یہ کس وجہ سے مصیبت ان پر آن پڑی؟ صرف ان کی اپنی غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے۔ اور تین دن بعد اس ساری قوم کا جو کہ بندر بن گئی تھی خاتمہ ہو گیا اور اُن کا اس روئے زمین پر وجود بھی باقی نہ رہا۔'' [1]

## ۴۔ موت کے وقت سزا:

جو لوگ اپنی ساری زندگی اپنی من مانی اور مرضی کی زندگی گزارتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دُوری اختیار کر لیتے ہیں اور شیطان کو اپنا دوست بنا کر اس کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں، تو موت کے وقت اُن کو جو سزا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا:

﴿ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴾

[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ.

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد: ۲۷، ۲۸)

''پس اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے وقت ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر کوڑے برسائیں گے۔ ایسا اس لیے ہوگا کہ انہوں نے اس راہ کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا، اور اس کی خوشنودی کو پسند نہیں کیا، تو اللہ نے اُن کے نیک اعمال ضائع کر دیے۔''

موت کی شدتوں اور سکرات میں مبتلا ہوں گے، تو فرشتے اپنا ہاتھ پھیلائے انہیں عذاب دے رہے ہوں گے، اور ان سے نہایت سختی کے ساتھ کہیں گے کہ بھاگتے کہاں ہو، نکالو اپنی جانوں کو:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾

(الانعام: ۹۳)

''اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیاں جھیل رہے ہوتے ہیں، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ نکالو اپنی روحوں کو (تو تعجب کریں) آج تمہیں ذلت و رسوائی کا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہتے تھے اور تکبر کی وجہ سے اس کی آیتوں سے اعراض کرتے تھے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' کافروں کی جان کنی کا جب وقت آتا ہے اور فرشتے انہیں عذاب نار اور غضب رحمان کی خبر دیتے ہیں، تو ان کی روحیں بھاگنے لگتی ہیں اور باہر نکلنے سے انکار کرتی ہیں، فرشتے انہیں مارنے لگتے ہیں تاکہ ان کی روحیں ان کے جسم سے باہر نکلیں اس وقت فرشتے کہتے ہیں کہ اپنی روحوں کو اپنے جسموں سے نکالو، تم جو اللہ کے بارے میں ناحق

باتیں بناتے تھے، آج اُن کے بدلے میں تمہیں ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا۔'' [1]

## ۵۔قبر میں سزا:

کافر اور گنہگار آدمی جب دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے، اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے پاس ٹاٹ (کے کفن) ہوتے ہیں، اور وہ اس سے حد نگاہ کے فاصلہ پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح! نکل (اور چل) اللہ کے غصے اور غضب کی طرف۔ روح جسم کے اندر جاتی ہے اور فرشتے اسے باہر کھینچتے ہیں، جیسے کانٹے دار لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکالی جاتی ہے۔ فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے، تو دوسرے فرشتے لمحہ بھر کے لیے اسے ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، بلکہ اسے ٹاٹ (کے کفن) میں لپیٹ لیتے ہیں۔ روئے زمین پر کسی مردار سے اُٹھنے والی بدترین سڑاند جس میں بدبو اس روح سے آرہی ہوتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر (آسمان کی طرف) لے جاتے ہیں (راستے میں) جہاں کہیں ان کا گزر مقرب فرشتوں پر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ کس خبیث (روح) کی بدبو ہے۔ جواب میں فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے؟ بدترین نام جو دنیا میں لیا جاتا تھا، یہاں تک کہ فرشتے اسے لے کر آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتے آسمان کا دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ﴾

(الأعراف: ٤٠)

''کافروں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے، نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے، حتی کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ گزر جائے۔''

---

[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیة.

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے، سب سے نچلی زمین میں موجود سجین میں اس کا اندراج کر لو اور کافروں کی روح بُری طرح زمین پر پٹخ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ ﴾ (الحج: ٣١)

''جس نے اللہ سے شرک کیا وہ آسمان سے گر پڑا۔ اب اسے پرندے اُچک لیں، یا ہوا اُسے کسی دور دراز مقام پر پھینک دے۔''

(جب روح کو آسمان سے نیچے پھینک دیا جائے گا) تو روح کو دوبارہ جسم میں ڈال دیا جائے گا، اور پھر دو فرشتے آ کر اسے اُٹھا کر بٹھا دیں گے۔ پس وہ دونوں اس سے سوال کریں گے: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا: ہائے افسوس! ہائے افسوس! میں نہیں جانتا، تو آسمان سے آواز آئے گی کہ اس نے جھوٹ بولا، اب اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دو، اور اس کے لیے جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو، تو وہاں سے (جہنم سے) آگ کی حرارت اور گرم ہوا اس کی طرف آئے گی، اور اس کی قبر کو اس پر تنگ کر دیا جائے گا، حتی کہ اس کے دائیں جانب کی ہڈیاں بائیں جانب اور بائیں جانب کی ہڈیاں دائیں جانب آ جائیں گی۔ اور اس کے پاس ایک بُرے چہرے والا آدمی آئے گا جس کے کپڑے گندے ہوں گے، اور اس سے بدبو آ رہی ہو گی۔ تو وہ اس کو آ کر اس کے بُرے اعمال کی خوشخبری دے گا اور کہے گا: یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ کہے گا: تو کون ہے اس کا چہرہ بھی بُرا ہو گا؟ تو وہ کہے گا: میں تیرا بُرا عمل ہوں، تو وہ کہے گا: اے میرے رب! تو قیامت برپا نہ کر۔'' [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب انسان کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، اور اس کے رشتہ دار اس کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ اسی دوران اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے

[1] مسند احمد: ٤/٢٨٧، ٢٨٨، رقم: ١٨٥٣٤۔ شیخ شعیب نے اسے "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے۔

ہیں اور اس سے کہتے ہیں تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں؟ تو کافر اور گنہگار جواب دیتا ہے: میں نہیں جانتا، جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی اسی طرح کہہ دیتا تھا، تو اس کو کہا جائے گا: نہ تو جان سکا اور نہ ہی تو پڑھ سکا۔ پھر اس کو اس کے دونوں کانوں کے درمیان یعنی دہانے میں) فرشتے (لوہے کے گرزوں کے ساتھ) ماریں گے۔ تو وہ اتنی زور سے چیخ مارتا ہے کہ جس کو جن وانس کے سوا ہر ایک چیز سنتی ہے۔'' ❶

## قبر آخرت کی پہلی منزل ہے:

اخروی زندگی کی پہلی شاہراہ قبر ہے۔ لوگ (غفلت میں) سوئے ہوئے ہیں۔ اللہ سے دُوری اختیار کیے جا رہے ہیں۔ جب مریں گے، قبر میں جائیں گے تو ان کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ جس نے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا تو بقیہ اُخروی معاملات اس کے لیے آسان ہو جائیں گے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد والے معاملات اس سے کہیں زیادہ مشکل اور سخت ہوں گے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ جنت اور جہنم کے ذکر پر (اتنا) نہیں روتے، لیکن قبر کے ذکر پر اس قدر روتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: قبر آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر کسی نے اس سے نجات پالی تو اگلی منزلیں اس کے لیے آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد کی منازل اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی۔''

نیز فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے تھے:

(( مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ . )) ❷

---

❶ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۲۰۵۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الشهادات، رقم: ۲۳۰۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٢٦٧۔ المشكوٰة، رقم: ۱۳۲۔ مسند احمد: ١/ ٦٤۔ مستدرك حاكم: ١/ ٣٧١۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

''میں نے قبر سے زیادہ گھبراہٹ اور سختی والی کوئی اور جگہ نہیں دیکھی۔''

## قیامت کے روز جہنم کی سزا:

قیامت کے روز ایمان کی دولت سے محروم، اللہ سے دُور گنہگاروں کو کئی پریشانیاں اُٹھانی پڑیں گی۔ ایک پریشانی تو اس وقت اُٹھانی پڑے گی جب اہل ایمان، اللہ کے قریبی لوگوں کو جو نور کی روشنی عطا ہو گی ان کو نہیں ملے گی، اور وہ اہل ایمان سے ساتھ ساتھ چلنے کی بھیک مانگیں گے لیکن نور حاصل کرنے سے ناکام ہی رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ ﴾ (الحدید: ۱۳)

''اس دن منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ذرا ہمارا انتظار کر لو، تا کہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں تو ان سے کہا جائے گا کہ تم پیچھے واپس جاؤ، کوئی اور نور تلاش کرو، پھر دونوں جماعتوں کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس کا ایک ہی دروازہ ہو گا، اس کے اندر رحمت ہو گی، اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔''

ان اشقیاء اور بدبختوں کے چہروں پر حسرت و یاس کی وجہ سے ہوائی اُڑ رہی ہو گی، اور ان پر سیاہی چھائی ہو گی۔ اور یہ بدترین انجام ان لوگوں کے کفر و سرکشی اور فسق و فجور کی زندگی گزارنے کے سبب ہو گا، اور اس وجہ سے کہ بغیر توبہ کیے وہ دنیا سے چل بسے:

﴿ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ ﴾ (عبس: ۴۰-۴۲)

''اور اس دن کچھ چہرے غبار آلود ہوں گے۔ اُنہیں سیاہی ڈھانکے ہو گی۔ وہ کفار و بدکار لوگ ہوں گے۔''

یہ لوگ شعلے مارتی ہوئی جہنم میں داخل ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ ﴾ (الطور: ١١-١٤)

''پس اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بربادی ہوگی۔ جو کفر و باطل کی باتوں میں مشغول اُچھل کود رہے ہیں۔ جس دن جہنم کی آگ کی طرف دھکے دے کر لے جائیں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔''

اس دن نہ کوئی رشتہ داری کام دے گی، اور نہ ہی کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ ہر آدمی کے پاس صرف اس کا اچھا یا بُرا عمل ہوگا اور اس کے نتائج کا اُسے سامنا ہوگا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُئْوِيْهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿١٦﴾ ﴾ (المعارج: ١٠-١٦)

''اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے، مجرم چاہے گا کہ وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کا فدیہ دے دے، اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کا فدیہ دے دے، اور اپنے اس خاندان اور کنبے کا فدیہ دے دے جو (دنیا میں) اسے پناہ دیتا تھا۔ اور زمین میں پائے جانے والے تمام لوگوں کو بطورِ فدیہ پیش کر دے، پھر اس کی یہ تدبیر اُسے (عذاب سے) نجات دلا دے۔ ہرگز نہیں، بے شک وہ آگ کا شعلہ ہوگا۔ وہ تو سر کے چمڑے اُدھیڑ ڈالے گا۔''

جہنم تو اہل دوزخ کے پہلے ہی انتظار میں ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ ﴾

(المعارج: ۱۷، ۱۸)

''وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جس نے حق سے منہ موڑا تھا اور پیٹھ پھیر لی تھی۔ اور مال جمع کیا تھا اور اُسے سنبھال رکھا تھا۔''

پھر شدتِ کرب و بلا سے گھبرا کر فریاد کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج دے، اگر ہم نے کفر و شرک کی راہ اختیار کی تو واقعی ہم ظالم ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ٹھکرا دے گا اور انہیں دھتکار کر چپ کر دے گا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ ﴾ (المؤمنون: ۱۰۷۔۱۰۸)

''اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے اگر ہم دوبارہ گناہ کریں گے تو یقیناً ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: تم پر جہنم میں ہی پھٹکار برستی رہے، اور مجھ سے بات نہ کرو۔''

## آخری بات:

تعلق باللہ اور اعمالِ صالحہ کا نتیجہ، جنت اور دیدارِ الٰہی ہے۔ اللہ سے دُوری اور بُرے اعمال کے سبب انسان جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، یعنی جنت یا جہنم کا مستحق انسان اپنے اعمال سے بنتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل اور بے لاگ انصاف کے سبب پہلے ہی واضح کر دیا ہے کہ:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ ﴾

(الانفطار: ۱۳۔۱۶)

''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، اور بے شک بدکار جہنم میں ہوں گے۔ اس میں وہ قیامت کے دن داخل ہوں گے اور وہ اس سے کبھی بھی غائب نہیں ہوں گے۔''

اور سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾﴾ (البقرہ: ۸۱، ۸۲)

''ہاں (وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے) جنہوں نے گناہ کیا، اور ان گناہوں نے انہیں گھیر لیا، وہی لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا، وہی لوگ جنتی ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

آئیں! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر صحیح معنوں میں ایمان لے آئیے، عمل صالح کا اہتمام کیجیے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کیجیے۔ اس کی رضا کے متلاشی بنئے، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے ساتھ تمسک کیجیے اور دعا کرتے رہیے:

﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾﴾ (یوسف: ۱۰۱)

''اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! دنیا و آخرت میں تو ہی میرا یار و مددگار ہے، تو مجھے بحیثیت مسلمان دنیا سے اُٹھا، اور نیک لوگوں سے ملا دے۔''

کتاب ہذا کی آخری سطور زیر تحریر ہیں۔ تین بج کر ایک منٹ ہے۔ نمازِ تہجد کا وقت ہے۔ رات کی آخری اور قبولیت دعا و عمل کی گھڑیاں ہیں۔ اس موقع پر ہم اپنے خالق حقیقی، اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے اس سعید اور متواضع عمل کو شرفِ قبولیت سے نواز دے، اور ہمیں ایسے مبارک کام کرنے کی توفیق مزید عطا فرمائے۔

عجیب حسن اتفاق یہ کہ اس کتاب کی پروف ریڈنگ اور نظر ثانی مقاماتِ مقدسہ، بیت

المقدس کے قرب و جوار اور حرمین شریفین میں کی گئی ۔ اُمید ہے کہ یہ امر بھی اس عمل کی قبولیت کا باعث بنے گا۔

اے اللہ! ہمیں اپنے قریب کر لے، ہم سے راضی ہو جا اور اس متواضع عمل کو محشر کے دن اپنے غصہ اور ناراضی سے بچنے کا ذریعہ بنا دے۔

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَا ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ و صَحْبِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ أَجْمَعِيْن .

1-1-2010 م